یہ ہمارا تمہارا ناطہ

سباس گل

"ویسے بھابھی جان! نہلا دھلا کر تیار کر دیا ہے آپ کے ولی عہد کو قسم سے جب سے یہاں آئی ہوں آپ نے مجھے اپنے بچوں کے پیمپرز بدلنے اور فیڈر دھونے پر لگا رکھا ہے۔"

درشہوار دو سالہ موہد کو گود میں لئے ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہوئے بولتی چلی گئی۔

"اچھا ہے نا تمہاری مستقبل کی پریکٹس ہو رہی ہے۔" عنیزہ بھابھی نے ہنس کر کہا اور موہد کو اس کی گود سے لے لیا۔

"یہ پریکٹس کچھ زیادہ ہی طویل ہو گئی ہے اماں ابا نے بچوں کی فوج ظفر موج پیدا کر ڈالی ایک کے بعد دوسرا دوسرے کے بعد تیسرا چلا آرہا ہے سب کو بھگتایا ہے پھر بھائی بہن کی شادی ہوئی تو ان کے بچوں کے نخرے اٹھائے۔ ایمان سے

ناولٹ

بھابھی مجھے لگتا ہے کہ جب میرے بچوں کی باری آئے گی ناں تب تک میں ان کاموں سے مکمل طور پر بیزار ہو چکی ہوں گی اور میرے بچے بے چارے گیلے، میلے پھر رہے ہوں گے میرے گھر میں تو ہر وقت بھیروی بجا کرے گی۔"

"توبہ ہے شاہی تم بھی تو بس۔" عنیزہ بھابھی ہنستے ہوئے بولی۔

"فکر نہ کرو ہم سنبھال لیں گے تمہارے بچوں کو۔"

"سنبھالنا تو آپ کو پڑیں گے ہی یہ قرض سود سمیت واپس لوں گی میں۔"

"ویسے بھابھی، اب آپ بھی بس کر دیں تکون مکمل ہو گئی ہے کافی ہے۔" وہ بولتے بولتے ان کی طرف دیکھتے ہوئے صوفے پر جونہی بیٹھی اسے احساس ہوا کہ کوئی اور بھی وہاں موجود ہے اس نے فوراً ہی گردن گھما کر دیکھا تو ایک ہینڈسم اور ڈیشنگ شخص کو اپنے بے حد قریب پایا درشہوار کو تو جیسے ہزار وولٹ کا کرنٹ چھو گیا۔

"ہائے اللہ۔" وہ ایک دم سے کھڑی ہو گئی

جب کہ اس خوبرو شخص کے ہونٹوں پر بڑی دلفریب مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

''بھابھی بتایا تو کریں کے یہاں کوئی اور بھی موجود ہے۔'' وہ عنیزہ بھابھی سے شکوہ کر رہی تھی وہ ہنستے ہوئے بولیں۔

''تمہاری موجودگی میں بھلا کسی اور کی موجودگی کا احساس باقی رہ سکتا ہے۔''

''ارے یہ تو شاید عاشق ہے آپ عاشق ہونا۔'' درشہوار نے اس شخص کو بغور دیکھا تو حیرت سے پوچھنے لگی۔

''کس کا؟'' وہ شرارت سے مسکراتے ہوئے بولا۔

''ہمارا، میرا مطلب ہے ہمارا ڈرائیور عاشق حسین آپ کو ابا میاں نے ہمیں لینے نہیں بھیجا۔''

''محترمہ آپ اپنی نظر ٹیسٹ کروائیں میں آپ کو شکل سے عاشق حسین ڈرائیور دکھائی دے رہا ہوں۔'' وہ برا مانتے ہوئے بولا۔

''میں کیوں نظر ٹیسٹ کراؤں آپ اگر مونچھیں لگالیں اور دائیں جانب سے مانگ نکال لیں اور ہلکی سی شیو بڑھا لیں تو عاشق حسین ڈرائیور بنتے ہیں۔'' وہ تیزی سے بولی عنیزہ ہنس رہی تھیں موہد ان کی۔

''حلیہ تو بابدولت کو فرجاد سیف کہتے ہیں اور میں ایک بزنس مین ہوں اور میرے ڈرائیور کا نام ارشد مجید ہے کیا سمجھیں؟''

فرجاد سیف نے اس کے سامنے کھڑے ہو کر پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈال کر ایک صبیح چہرے کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے دلنشین لہجے میں کہا۔

''پھر عاشق حسین آپ کا کوئی بچھڑا ہوا بھائی ہوگا قسم سے وہ ہو بہو آپ کی کاپی ہے۔'' درشہوار اس درجہ مشابہت پر اطمینان سے بولی۔

''بی بی دنیا میں ایک ہی شکل کے دو لوگ ہوتے ہیں ہو سکتا ہے کہ آپ کا ڈرائیور بھی میرا ہم شکل ہو دو دو جوڑے تو ہوتے ہی ہیں ہم شکلوں کے اب ان کا جڑواں ہونا یہ آپس میں کسی خونی رشتے کا ہونا ضروری نہیں ہے۔'' وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

''بھابھی۔'' درشہوار نے عنیزہ بھابھی کی طرف دیکھا گویا تصدیق چاہی تھی۔

''ہاں شاہی یہ فرجاد سیف ہیں میری امی کی نند کے بیٹے ہیں اور تمہارے بھائی جان کے بیسٹ فرینڈ بھی ہیں۔'' عنیزہ بھابھی نے بتایا۔

''سوری۔'' درشہوار نے اسے دیکھتے ہوئے کہا اور تیزی سے ڈرائنگ روم سے باہر نکل گئی۔

''بھابھی، باتوں سے تو مجھے اندازہ ہو گیا ہے کہ یہ لڑکی آپ کی نند ہے مگر کون سے نمبر والی ہے؟'' فرجاد نے عنیزہ بھابھی کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''شادی کے نمبر والی، بی اے کا امتحان دے کر آئی ہے۔ اماں ابا جلد از جلد بیاہنا چاہتے ہیں اس سے بڑی بہن کی تین ماہ بعد شادی کر رہے ہیں ساتھ ہی اس کی شادی کا فریضہ بھی ادا کرنا چاہتے ہیں۔ اس کی چھٹیاں تھیں تو میں نے اسے یہاں بلوا لیا بڑی مشکل سے ابا میاں نے اسے یہاں آنے کی اجازت دی ہے اور اماں ابا دونوں نے مجھے اس کے لئے رشتہ ڈھونڈنے کے لئے کہا ہے۔'' عنیزہ نے تفصیل سے ساری بات بتائی۔

''پھر کوئی لڑکا ہے آپ کی نظر میں۔'' فرجاد نے ان کے سامنے صوفے پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

''ہے تو سہی۔''

''کون؟''

''تم۔''

''میں۔'' وہ ہنس پڑا۔

''کیوں کیا تم وہ لڑکے نہیں ہو سکتے ویسے بھی اسے دیکھ کر تمہاری آنکھوں میں چمک اور مسرت در آئی تھی۔'' وہ شرارت سے بولیں۔

''آپ کو بہت تجربہ ہے آنکھیں پڑھنے کا۔'' وہ ہنس رہا تھا۔

''کہو پھر بات کروں اماں اور ابا میاں سے۔'' عنیزہ بھابھی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''پہلے میں تو اپنے اماں ابا سے بات کرلوں بلکہ اپنے آپ سے مشورہ کرلوں پھر آپ کو بتاؤں گا ویسے لڑکی ہے اچھی۔'' وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

''صرف اچھی نہیں ہے ماشا اللہ سارے بہن بھائیوں میں سب سے زیادہ زندہ دل، سمجھدار اور حساس ہے زندگی سنور جائے گی تمہاری بھی اور اس کی بھی، شوخ ہے دری مگر بہت خیال کرنے والی بھی ہے دل کی بہت خوبصورت ہے۔'' عنیزہ نے دل سے درشہوار کی تعریف کی۔

''جبھی تو سیدھی دل میں جا اتری ہے۔'' فرجاد نے مسکراتے ہوئے اعتراف کیا۔

''تو پھر دیر کس بات کی ہے۔''

''اتنی جلدی بھی اچھی نہیں ہے چند دن سوچ لینے دیں مجھے۔'' فرجاد نے کہا۔

''سوچ لو ورنہ ایک دو میری ملنے والی بھی دری کو پسند کر گئیں ہیں تم چونکہ اپنے ہو دیکھے بھالے ہو اس لئے مجھے چھان بین کی ضرورت نہیں پڑے گی۔''

''ٹھیک ہے مگر اس کم سن حسینہ کا اسم شریف کیا ہے آپ غالباً اسے نک نیم سے پکار رہی ہیں؟''

''درشہوار کو ہم کبھی دری کہتے ہیں کبھی شہوار اور کبھی شاہی۔''

''میں تو شاہی کہوں گا۔'' وہ مسکراتے ہوئے بولے۔

اچھی کتابیں پڑھنے کی عادت ڈالیئے

ابن انشاء

اردو کی آخری کتاب 135/-
خمار گندم 200/-
دنیا گول ہے 225/-
آوارہ گرد کی ڈائری 200/-
ابن بطوطہ کے تعاقب میں 200/-
چلتے ہو تو چین کو چلئے 130/-
نگری نگری پھرا مسافر 175/-
خط انشاجی کے 200/-
بستی کے اک کوچے میں 165/-
چاند نگر 165/-
دل وحشی 165/-
آپ سے کیا پردہ 250/-

ڈاکٹر مولوی عبدالحق

قواعد اردو 200/-
انتخاب کلام میر 160/-

ڈاکٹر سید عبداللہ

طیف نثر 160/-
طیف غزل 120/-
طیف اقبال 120/-

لاہور اکیڈمی، چوک اُردو بازار، لاہور

فون نمبرز: 7321690-7310797

”گویا دل میں فیصلہ کر چکے ہو مجھے خواہ مخواہ چکر دے رہے ہو۔“

”بھابھی، چکرا تو میں گیا ہوں اور درشہوار جیسی حسن و معصومیت کا پیکر لڑکی کو دیکھ کر دل کوئی دوسری بات نہیں سوچ سکتا۔“ وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

”تو فائنل بات کرو نا تاکہ میں حماد سے بات کروں اماں ابا کی نظروں میں میری بھی عزت بڑھ جائے گی کے ان کی بیٹی کا رشتہ اتنے قابل لڑکے سے کرایا ہے۔“ عنیزہ بھابھی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اچھا میں ایک دو دن میں آپ کو جواب دوں گا ابھی تو میں یہیں ہوں آپ کے گھر میں میرے نئے گھر میں ڈیکوریشن کا کام جونہی مکمل ہوگا میں وہاں شفٹ ہو جاؤں گا پھر۔“ فرجاد نے مسکراتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔

”یہ گھر بھی تمہارا ہے جب تک تمہارا دل چاہے رہو اور ہاں وہ برابر والا کمرہ تمہارے لئے سیٹ کر دیا تھا میں نے تم جا کر چینج کر لو۔ حماد بھی آتے ہی ہوں گے پھر اکٹھے کھانا کھائیں گے۔“ عنیزہ بھابھی نے سوئے ہوئے موحد کو گود میں لئے لئے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔“ وہ مسکراتا ہوا اپنا سامان اٹھا کر کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ حماد کے آنے پر درشہوار کے علاوہ سب نے اکٹھے کھانا کھایا۔ درشہوار باورچی خانے میں ہی بیٹھ کر کھانا کھا رہی تھی۔ اسے تو اپنی باتوں پر اور فرجاد کے ساتھ لگ کر بیٹھ جانے کی حماقت پر شدید غصہ آ رہا تھا اور غصہ تو اسے بھابھی پر بھی تھا کیونکہ انہوں نے اسے فرجاد کی موجودگی سے آگاہ نہیں کیا تھا۔

”تم نے سب کے ساتھ کھانا کیوں نہیں کھایا؟“ عنیزہ بھابھی نے کچن میں برتن رکھتے ہوئے اس سے پوچھا۔

”بس نہیں کھایا۔“ وہ منہ بسور کر بولی تو وہ مسکراتے شوخ لہجے میں بولیں۔

”ہوں سمجھ گئی فرجاد کے قریب بیٹھنے پر اور اوٹ پٹانگ بولنے پر لاج آ رہی تھی ہے نا۔“

”ہاں تو آپ مجھے بتا نہیں سکتی تھیں میرا اس طرف دھیان ہی نہیں گیا وہ کیا سوچتے ہوں گے کہ کیسی باتونی لڑکی ہے۔“ وہ خفا خفا لہجے میں بولی۔

”ہاں ویسے تم اپنے گھر میں اتنا نہیں بولتیں جتنا یہاں آ کر بولنے لگی ہو؟“

”وہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زبان میری یہاں ابا میاں جو نہیں ہیں قسم سے ان کا بس چلے تو وہ ہماری سانسیں بھی اپنے کنٹرول میں کر لیں۔ یہ تین مہینے تو میں یہاں سکون سے گزارنے آئی ہوں وہاں ہر وقت ٹینشن رہتی ہے شادی کے چکر چل رہے ہیں اور اف آسمان سر پر اٹھا رکھا ہے ابا میاں نے۔“ وہ برتن سنک میں رکھتے ہوئے بولی۔

”خیر تم آرام سے رہو یہاں کھاؤ پیئو جان بناؤ۔“

”بھابھی، وہ آپ کے کزن چلے گئے کیا؟“

”نہیں فرجاد چند دن یہاں رہے گا۔“

”وہ یہاں رہیں گے تو میں یہاں نہیں رہوں گی۔“ وہ گھبرا کر بولی۔

”کیوں؟“

”ابا میاں کو اگر پتہ چل گیا نا کے میں مرد مہمان کی موجودگی میں یہاں رہ رہی ہوں تو وہ قیامت کھڑی کر دیں گے کے؟“

”یہ تمہارے بھائی کا گھر ہے تم یہاں نہیں رہو گی تو اور کہاں رہو گی اور فرجاد کی بہن کا بھی گھر ہے اور دوست کا بھی اسے یہاں رہنے سے کون روک سکتا ہے؟“

”بات تو آپ کی درست ہے بھابھی مگر ابا میاں کو کون سمجھائے گا وہ تو بات بے بات طوفان کھڑا کر دیتے ہیں قسم سے مجھے یقین ہے کہ تیسری عالمی جنگ اگر چھڑی نا تو اس میں ابا میاں کا ہاتھ ضرور ہوگا ہاتھ نہ بھی ہوا تو انگلی ضرور ہوگی بتائے دے رہی ہوں میں آپ کو۔“ وہ چائے کی کیتلی چولہے پہ رکھتے ہوئے بولی۔

”توبہ ہے دری انہوں نے سن لیا تو۔“ عنیزہ بھابھی ہنس پڑی۔

”تو میں پیا دیس سدھارنے کی بجائے ملک عدم سدھاری جاؤں گی۔“

”اللہ نہ کرے ابھی تو آپ نے پیا دیس میں پیا کا پیار بھی پانا ہے۔“

فرجاد جانے کب کچن میں آیا اس کی بات سن کر دروازے میں کھڑے ہو کر کہا۔ تو اس نے پلٹا کر اس کی طرف دیکھا پھر اپنی گھبراہٹ چھپانے کو بولی۔

”بھابھی یہ اس طرح ہر جگہ آپ کے گھر میں دندناتے پھریں گے کیا؟“

”جی ہاں آپ کو کوئی اعتراض ہے کیا؟“ عنیزہ بھابھی کی جگہ فرجاد نے جواب دیا۔

”مجھے کیوں اعتراض ہوگا میں تو کل واپس جا رہی ہوں۔“ وہ پٹ سے بولی۔

”ہیں، ہیں، ہیں یہ فیصلہ تم نے کب کیا؟“ عنیزہ بھابھی حیرت سے بولیں۔

”ابھی اور اسی وقت۔“ اس نے قہوہ ابلتے دیکھ کر کیتلی میں دودھ انڈیلا۔

”آپ اگر میری وجہ سے جا رہی ہیں تو آپ کو اپنے ابا میاں کو تین ماہ کی بجائے تین دن میں واپس گھر آ جانے کی وجہ بھی بتانا ہوگی تب آپ لاکھ جھوٹ بول لیں وہ آپ کی بات پر یقین نہیں کریں گے میری موجودگی کا علم انہیں ہو ہی جائے گا۔“ فرجاد نے اسے گھبراہٹ سے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”ایسے ہی خواہ مخواہ بھابھی۔“ درشہوار نے پریشان ہو کر انہیں دیکھا۔

”فرجاد مت پریشان کرو میری بہن کو چلو جاؤ اپنے کمرے میں۔“

”اوکے بھابھی آپ اپنے میاں جان کو ایک کپ چائے بھجوا دیں میں یہی کہنے آیا تھا۔“ وہ یہ کہہ کر واپس پلٹ گیا۔

کلثوم بیگم اور ذاکر حمید کے دو بیٹے تھے۔ ارشاد حسین اور عباد حسین۔ ذاکر حمید بنیادی طور پر زمیندار تھے۔ انہوں نے اپنی جائیداد مساوی اپنی اولاد میں تقسیم کر دی تھی۔ ارشاد حسین اور عباد حسین کو کالج تک تعلیم بھی دلوائی تھی۔ دونوں کی شادیاں انہوں نے اپنے خاندان کی لڑکیوں سے طے کر رکھی تھیں۔ ارشاد کی نسبت ذاکر حمید نے اپنے بھائی کی بیٹی امینہ سے طے کی تھی اور عباد کی نسبت کلثوم بیگم کی بھانجی کوثر سے طے کی تھی۔ مگر عباد حسین نے کوثر سے شادی کرنے سے انکار کر دیا اور امینہ بیگم کو پسند کرتے تھے انہوں نے ماں سے کہہ دیا کہ وہ شادی کریں گے تو امینہ بیگم سے ورنہ نہیں کریں گے۔ ارشاد حسین کے کانوں تک یہ بات پہنچی تو انہوں نے عباد حسین کو سمجھایا مگر وہ نہیں مانے الٹا لڑنے مارنے پر اتر آئے۔ ذاکر حمید اور کلثوم بیگم نے ارشاد حسین کو سمجھایا کے وہ عباد حسین کے حق میں امینہ سے دستبردار ہو جائیں تاکہ گھر کی بات گھر ہی میں رہ جائے سو انہوں نے ان کی بات مان لی اور امینہ بیگم کو عباد حسین کو شریک زندگی بنا دیا گیا۔

ارشاد حسین نے کوثر کو قبول کرنے کی حامی صرف اسی نیت سے بھری تھی کے ایک لڑکی کی زندگی نہ برباد ہو جائے مگر کوثر نے خود ہی اس رشتے کو رد کر دیا ان کا کہنا تھا کہ وہ اس گھر میں

دلہن بن کر نہیں جائیں گی جس گھر کے ایک بیٹے نے انہیں ٹھکرا دیا اور دوسرا بیٹا از راہ ہمدردی انہیں اپنانے کے لئے آمادہ ہو گیا۔ کوثر کی ناں، ہاں میں نہ بدل سکتی۔ البتہ عباد حسین کے دل میں شک کا ناگ پھن پھیلا کے بیٹھ گیا وہ امینہ پر بھی شک کرتے انہیں ارشاد حسین کے حوالے سے طنز و تنقید کا نشانہ بناتے، انہیں طعنے دیتے۔

”تمہاری آنکھوں میں تو ارشاد کے خواب سجے تھے ناں اب تک انہیں خوابوں میں جی رہی ہو تم اسے سامنے دیکھ کر تڑپتی تو بہت ہو گی ہے ناں۔“ عباد حسین نے طنزیہ لہجے میں ایک بار امینہ بیگم سے کہا جو ارشاد حسین نے بھی سن لیا اور غصے سے سرخ ہو گئے۔

”بہت اچھا کیا کوثر نے جو ارشاد بھائی سے شادی سے انکار کر دیا ورنہ شاید اسے بھی یہی طعنے سننے کو ملتے وہ بھی اسی گھر میں رہتی تو آپ بھی اسے دیکھ کر آہیں بھرا کرتے۔“ امینہ بیگم نے تلخی سے کہا۔

”بکواس بند کرو۔“ عباد حسین غصے سے چلائے۔

”میری بکواس تو بند ہو ہی جائے گی لیکن آپ بھی آج کے بعد مجھ سے ارشاد بھائی کے حوالے سے بات کرنا بند کر دیں تو اچھا ہے۔ مجھ سے شادی آپ نے اپنی پسند سے کی ہے۔ ہم لڑکیوں نے تو ماں باپ کے کہنے کے سامنے سر جھکا دیا تھا۔ کھوٹ آپ کے من میں تھا شک آپ مجھ پر اور ارشاد بھائی پر کر رہے ہیں۔“ امینہ نے سپاٹ لہجے میں کہا تو وہ غرختگی سے بولے۔

”تو کیا غلط کر رہاں ہوں ارشاد تمہیں حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتا ہے۔“

”یہ تمہاری نگاہ کا فتور ہے عباد۔“ ارشاد حسین سے مزید برداشت نہ ہو سکا تو وہ ان کے سامنے آکر غصیلے لہجے میں بولے۔

”تمہاری بیوی میری بھابھی ہے میرے لئے قابل احترام ہے مجھے افسوس ہے کہ تم نے اپنی پسند تو حاصل کر لی، من مانی کرنے کے باوجود اپنی من چاہی شریک زندگی حاصل کرنے کے باوجود بھی تم بے سکون ہو، تم اپنی بیوی پر تمام عمر شک کرتے رہو گے۔ بے سکون رہو گے اور اس صابر عورت کو بھی دکھی رکھو گے تمہارا شک تمہیں کبھی دل سے خوش ہونے نہیں دے گا۔ تم جیت کر بھی ہار گئے ہو عباد حسین۔“

”ہارا میں نہیں ہوں ہار تو تمہارے حصے میں آئی ہے تم تو خالی ہاتھ رہ گئے ہو کوثر نے تمہیں ٹھکرا دیا ہے۔“ عباد حسین نے طنزیہ اور تمسخر آمیز لہجے میں کہا۔

”وہ ایک جرأت مند اور بہادر عورت ہے مجھے خوشی ہے اس کے اس فیصلے پر کیونکہ اس گھر میں آکر وہ تمہاری شکی اور خوش فہم نظروں سے بچ گئی ہے۔ تمہارے اندر تو رشتوں کا تقدس اور احترام ہی باقی نہیں رہا اور میری یہ بات یاد رکھنا کہ اگر تم نے اپنا شک ختم نہ کیا تو تم اپنی اور اپنی بیوی کی ہی نہیں اپنی آنے والی نئی نسل کو اپنی اولاد کی زندگی بھی اجیران کر دو گے۔“ ارشاد حسین نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”یہ اپنا فلسفہ اپنے پاس رکھو میں جانوں اور میری بیوی جانے تمہیں امینہ سے ہمدردی کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور بہتر تو یہی ہو گا کہ تم اپنا بوریا بستر گول کرو اور کہیں اور ٹھکانہ بناؤ ویسے بھی تمہارے حصے کی جائیداد تو تمہیں مل ہی چکی ہے اس حویلی کی قیمت تمہیں مل جائے گی۔“ عباد حسین نے سنگدلی سے کہا۔

”عباد، یہ تو کیا کر رہا ہے ارے ہمارے مرنے کا تو انتظار کر لیا ہوتا کیوں تیرا خون سفید ہو گیا ہے۔“ کلثوم بیگم بھی ان کی تلخ کلامی سن کر وہاں آ گئی تھیں اور ذاکر حمید جو پہلے ہی بیمار تھے، بھی یہ سن کر سکتے میں آ گئے۔

”اماں! اگر میرے اس گھر سے چلے جانے سے اس گھر کی خوشیاں لوٹ سکتی ہیں عباد اپنی بیوی کے ساتھ سکھ اور سکون سے رہ سکتا ہے تو میں یہاں سے چلا جاتا ہوں کیونکہ اگر کسی کی سوچ کی گندگی رشتوں کے احترام کو آلودہ کر رہی ہو تو اس احترام کو بچانے کے لئے ان رشتوں سے دور ہو جانا ہی بہتر ہے۔“ ارشاد حسین نے سنجیدگی سے کہا تو امینہ بیگم نے عقیدت سے انہیں دیکھا اور تاسف سے عباد حسین کو دیکھا۔

”مگر ہم کیسے جئیں گے تمہارے بغیر یہ آج تمہیں گھر سے نکل جانے کو کہہ رہا ہے کل کلاں کو ہم بوڑھوں کو بھی نکال باہر کرے گا۔“ کلثوم بیگم روتے ہوئے بولیں۔

”اماں! یہ آپ کا گھر ہے آپ کو یہاں سے کوئی نہیں نکال سکتا۔ میں ہوں ناں اماں میں آپ کی خدمت کروں گا۔“ امینہ بیگم نے ان کے ہاتھ تھام کر بھیگتی آواز میں کہا تو انہوں نے روتے ہوئے انہیں اپنے گلے سے لگا لیا اور یوں ارشاد حسین ”حویلی“ چھوڑ کر چلے گئے۔ ذاکر حمید اور کلثوم بیگم نے کچھ عرصہ بعد ان کی پسند سے ان کی شادی کرا دی۔ وہ الگ رہتے تھے۔ شہر میں رہائش تھی گاؤں میں زمین تھی۔ زمینداری کے علاوہ شہر میں بھی کاروبار شروع کر دیا تھا۔ انہوں نے جب ذاکر حمید اور کلثوم بیگم زندہ رہے وہ ان سے ملتے رہے مگر اپنے گھر بلا لیتے یا ان کے شہر والے گھر میں ان سے ملنے چلے جاتے۔ حویلی میں دوبارہ کبھی نہ جا سکے۔ عباد حسین ان کے سلام کا جواب تک دینا گوارا نہیں کرتے ان سے اپنے بچوں تک کو ملنے نہیں دیا تھا۔ ذاکر حمید اور کلثوم بیگم کی وفات کے بعد ارشاد حسین اور ان کی بیوی کی کوئی خیر خبر نہ ملی انہیں جن کے لئے وہ آتے تھے جب وہ ہی نہیں رہے تھے تو پھر وہ کس کی خاطر ”حویلی“ کا رخ کرتے۔ عباد حسین کا شک اور غصہ کبھی کم یا ختم نہ ہو سکا۔ امینہ بیگم بے انتہا حسین تھیں اس لئے انہیں سات پردوں میں چھپا کر رکھا تھا عباد حسین نے اور ان کے آٹھ بچے تھے۔ پانچ بیٹیاں اور تین بیٹے۔ بچوں کو بھی عباد حسین نے ڈانٹ پھٹکار اور مار پیٹ کر کے ایک ٹینشن زدہ اور گھٹے ہوئے ماحول میں پروان چڑھایا تھا۔ بچے پیدا کر کے اور شوہر کے ظلم و ستم سہہ سہہ کر ساری زندگی ایک گھر میں قیدیوں کی سی زندگی گزارتے ہوئے ان کی صحت بہت گر گئی تھی۔ ان کی بڑی بیٹی نگار نے ایف اے کیا تھا اور بیٹے حماد نے مکینیکل انجینئرنگ کے بعد لاہور میں جاب کر لی تھی۔ چھ سال پہلے ان کی شادیاں کر دی تھیں عباد حسین نے اپنے خاندان میں بیٹی کی شادی امینہ بیگم کے بھائی کے بیٹے سے تاکہ خاندان کے اندر کی خبریں انہیں ملتی رہیں۔

دولت کے بل پر عباد حسین نے بہت عزت بنا لی تھی بیٹی بیٹے کی شادیاں بھی دھوم دھام سے کی تھیں۔ گھر میں پیسہ خرچ کر کے احسان جتا کر ناک میں دم کر دیا تھا۔ مقصد اپنی واہ واہ کرانا تھا سو پیسہ خرچ ضرور کیا تھا مگر نگار، حماد اور سب سے زیادہ امینہ بیگم کو ٹینشن ملتی رہی تھی۔ حماد کے بعد عنبرین تھی جواد تھا۔ عنبرین نے ایم اے کر لیا تھا اور جواد میڈیکل کے آخری سال میں تھا۔ اس کے بعد درشہوار تھی جس نے بی اے کا امتحان دیا تھا اور اس کی اور عنبرین کی شادی کی تیاریاں شروع ہو چکی تھیں۔ عنبرین کا رشتہ برادری میں ہو رہا تھا۔ حماد کی شادی عباد حسین نے اپنے ایک دوست کی بیٹی عنیزہ سے کی تھی جس کے تین بچے تھے ایک بیٹی منیزہ اور دو بیٹے احد جو تین سال کا تھا اور موحد دو سال کا تھا۔ درشہوار سے چھوٹی مہرین تھی جو تھرڈ ائیر میں تھی اس سے چھوٹی ثمرین تھی جو سیکنڈ ائیر میں تھی اور اس سے چھوٹے

فواد اور عماد تھے جو میٹرک میں پڑھ رہے تھے وہ دونوں جڑواں تھے اور ذہین بھی تھے مگر ان میں اعتماد کی کمی تھی۔ درشہوار سب میں پراعتماد تھی۔ ابا میاں عباد حسین کے سامنے بولنے کا حوصلہ رکھتی تھیں۔ ناجائز بات اس سے کسی کی بھی برداشت نہیں ہوتی تھی۔ تعلیمی میدان میں بھی بہنوں میں سب سے زیادہ قابل تھی۔ سکول، کالج کی غیر نصابی سرگرمیوں بزم ادب وغیرہ میں بھی وہ بھرپور حصہ لیتی تھی یہ الگ بات تھی کے ابا میاں کو ایک آدھ بار ہی خبر مل سکی تھی وہ بھی اسی وقت جب وہ تقریری مقابلوں میں اول آنے پر ملنے والی ٹرافیاں گھر لے کر آئی تھی۔

عباد حسین نے دو کینال کا بنگلہ تعمیر کروالیا تھا۔ اونچی دیواروں والا وہ بیوی کے بعد بیٹیوں پر بھی شک کرتے تھے۔ ابا میاں، عباد حسین سے کوئی بھی خوش نہیں تھا۔ درشہوار کو جانے کیسے حماد اور عنیزہ بھابھی کے گھر جانے کی اجازت مل گئی تھی۔ بہر حال درشہوار بہت خوش تھی یہاں آکر عباد حسین کی شادی کی کہانی اور ارشاد حسین کو گھر سے بے دخل کرنے کی کاروائی وغیرہ سب کو امینہ بیگم کی زبانی معلوم ہو چکی تھی۔ ارشاد حسین کی تصویریں تو انہوں ن دیکھی ہوئی تھیں مگر ان کی بیوی اور بچوں کو کسی نے نہیں دیکھا تھا۔ امینہ بیگم شوہر کی بے حسی پر پریشان رہتی تھیں۔

''کیوں اداس بیٹھی ہو گرمیوں کی شاموں میں؟'' عنیزہ بھابھی نے درشہوار برآمدے میں بچھے جھولے میں افسردہ سی شکل بنائے بیٹھے دیکھ کر پوچھا اپنے کمرے میں نیم دراز فرجاد کے کان ان کی آوازں پر لگ گئے اس کا کمرہ وہیں تھا برآمدے کے ساتھ۔

''بھابھی مجھے اپنا مستقبل بڑا خوفناک دکھائی دے رہا ہے۔'' وہ افسردگی سے بولی۔

''تابناک کہو میری بنو۔''

''خاک تابناک کہوں ابا میاں کو مجھ سے عمر میں پندرہ سولہ سال بڑا امیر زادہ ٹکرا گیا ہے کم بخت ابھی تک کنوارہ ہے میری ہی قسمت میں رہ گیا تھا اماں کا فون آیا تھا ان کے خیال میں ابا میاں کے تیور کچھ اچھے نہیں ہیں وہ کچھ بھی کر سکتے ہیں۔''

''بو اب ایسا بھی اندھیر نہیں ہے ہم اپنی حوروں جیسی درشہوار کو کسی لنگور کے پلے تھوڑی باندھے گے ہماری دریہ کے لئے تو بہت خوبصورت شہزادہ آئے گا۔'' عنیزہ بھابھی نے اس کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا۔

''اچھا کس سلطنت کا؟''

''سلطنت محبت کا۔'' عنیزہ بھابھی نے مسکراتے ہوئے کہا کیونکہ فرجاد نے انہیں صبح ہی درشہوار سے شادی کے لئے اپنی دلی رضا مندی سے آگاہ کر دیا تھا۔

''چھوڑیں بھابھی یہ سب خواب کی باتیں ہیں سچ بھابھی مجھے بہت ڈر لگتا ہے کہیں میرا ہونے والا شوہر بھی ابا میاں جیسا نہ نکلے۔'' وہ پریشان لہجے میں بولی۔

''تم یہ خوف اپنے دل سے نکال دو آخر شادی تو تمہاری ہونی ہی ہے ناں۔''

''ہاں وہ تو ہو گی ہی بجو کی شادی طے ہو چکی ہے ابا میاں میری شادی بھی ان کے ساتھ کرنا چاہئے ہیں میرے دو تین رشتے آئے تھے ابا میاں کو پسند نہیں آئے تھے۔ مگر اب بجو سے شادی کرنے کی جلدی میں انہیں جیسا آدمی بھی ملے گا اٹھا کے مجھے اس سے بیاہ دیں گے پلیز بھابھی کچھ کریں۔'' وہ حقیقتاً پریشان ہو رہی تھی کچھ دیر پہلے امینہ بیگم سے فون پر بات ہوئی تھی تب سے ان کا دل گھبرا رہا تھا۔

''اماں ابا نے ہمیں بھی تمہارا رشتہ دیکھنے کا کہا ہے تم فکر نہ کرو انشاء اللہ تمہارا رشتہ ایک خوبرو اور محبت کرنے والے شخص سے ہو گا۔''

''سچی بھابھی۔'' وہ بچوں کی طرح خوش ہو کر بولی کھڑکی سے فرجاد نے اس کا کھلتا چہرہ دیکھا تو بے اختیار مسکرا دیا۔

''ہاں انشاء اللہ اور سنو کل صبح ہم کہیں جا رہے ہیں۔ تم تیار ہو جانا۔'' وہ مسکراتے ہوئے بولیں تو وہ ''ٹھیک ہے'' کہہ کر موحد سے کھیلنے کے لئے اٹھ گئی۔

فرجاد کا نیا گھر مکمل ہو گیا تھا اسی خوشی میں اس نے پہلے وہاں قرآن خوانی کروائی تھی اور اگلے دن حیاد۔ عنیزہ بھابھی وغیرہ کو گھر آنے کی دعوت دی تھی۔ درشہوار ان کے ساتھ آ تو گئی تھی مگر اسے یہ علم نہیں تھا کہ کے محل نما گھر فرجاد کا ہے اس نے باہر لگی ''فرجاد ولا'' کی نیم پلیٹ بھی نہیں دیکھی تھی۔ گھر میں دو اطراف خوبصورت لان تھے۔ پھولوں سے سجے درشہوار تو بچوں کی طرح خوش ہو رہی تھی اتنے خوبصورت لان دیکھ کر عنیزہ بھابھی اسے گھر دکھاتی ہوئی فرجاد کے بیڈ روم میں لے آئیں۔ جہاں جدید فرنیچر سے کمرے کی تزئین و آرائش کی گئی تھی۔ کمرے کی کھڑکی کھلی تھی جہاں سے لان کا خوبصورت نظارہ کیا جا سکتا تھا۔ درشہوار نے یہ منظر دیکھا تو خوشی سے بولی۔

''اف بھابھی، کتنے اعلیٰ ذوق کے مالک ہیں اس کے گھر کے مکین دیکھیں بھابھی اتنے سارے پھول ہیں، بھابھی یہ تو میرے خوابوں جیسا گھر ہے یہ کمرہ اور اس سے یہ پھولوں کا نظارہ میں نے آپ کو سنایا تھا اپنا خواب۔''

''ہاں مجھے یاد ہے اچھے لوگوں کے خواب بھی سچے ہوتے ہیں۔'' عنیزہ بھابھی ہنس کر بولیں

''بھابھی، یہ گھر کس کا ہے؟''

''آپ اسی گھر کو اپنا ہی گھر سمجھیئے۔'' فرجاد کی آواز پہ وہ چونک کر پلٹی اور عنیزہ بھابھی موحد کو دیکھنے کے بہانے کمرے سے باہر نکل گئیں

''اپنا گھر سمجھنے سے کیا یہ گھر میرا ہو جائے گا؟'' درشہوار نے اس کا چہرہ دیکھا۔

''بالکل ہو جائے گا۔''

''اس گھر کا مالک کون ہے؟''

''اس گھر کا مالک آپ کے سامنے کھڑا ہے یہ میرا گھر ہے اور بیڈ روم جہاں اس وقت آپ کھڑی ہیں یہ میرا بیڈ روم ہے۔'' وہ اس کے چہرے کو وارفتگی سے دیکھتے ہوئے بولا تو وہ قدرے شرمندگی سے بولی۔

''سوری بھابھی مجھے گھر دکھاتی ہوئی یہاں لے آئی تھیں مجھے آپ کے بیڈ روم میں نہیں آنا چاہیے تھا۔''

''میرے بیڈ روم میں صرف آپ ہی کو آنا چاہیے تھا اور آپ ہی آئیں گی۔''

وہ معنی خیز جملہ بول گیا مگر اس کی سمجھ میں خاک نہ آیا۔

''میں سمجھی نہیں۔''

''بھابھی نے آپ کو کچھ نہیں بتایا۔''

''نہیں تو۔''

''چلیں جلد ہی آپ کو معلوم ہو جائے گا۔''

''میں جاؤں۔'' وہ نروس ہوتے ہوئے بولی کیونکہ وہ اس کے عین سامنے کھڑا تھا۔

''جی ہاں ضرور فی الحال تو آپ جا سکتی ہیں لیکن آئندہ جب آپ یہاں آئیں گی تو تب میں آپ کو نہیں جانے دوں گا۔'' فرجاد نے مسکراتے ہوئے معنی خیز بات کہی اور اسے جانے کے لئے راستہ دے دیا۔ وہ حیرت سے اسے دیکھتی کمرے سے باہر نکلی تو اسے یوں لگا جیسے اس کا دل نکل کر فرجاد کے پاس چلا گیا ہے۔ اسے اپنی حالت و کیفیت پہ حیرت ہو رہی تھی اور الجھن بھی۔

"آنٹی اس سے ملیئے یہ ہے میری پیاری سی نند بلکہ بہن درشہوار۔" درشہوار نے ڈرائنگ روم میں قدم رکھا تو عنیزہ بھابھی نے ایک سوبرسی خاتون سے اس کا تعارف کرایا۔

"السلام علیکم۔" درشہوار نے فوراً انہیں سلام کیا۔

"وعلیکم السلام! اچھا تو یہ ہے درشہوار۔" انہوں نے اسے پسندیدہ نظروں سے دیکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہا درشہوار ٹھٹک گئی۔

"بھابھی یہ ایسے کیوں کہہ رہی ہیں؟" درشہوار نے عنیزہ بھابھی کا بازو پکڑ کر آہستگی سے پوچھا۔

"ایسے کیسے؟"

"جیسے میں نے انکا کچھ چرالیا ہو۔"

"چرالیا تو ہے تم نے۔" عنیزہ بھابھی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا؟" وہ حیران پریشان نظروں سے انہیں دیکھنے لگی۔

"میرا بیٹا چرالیا ہے تم نے۔" اس سوبرسی خاتون نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"جی۔" وہ سٹپٹا گئی۔

"جی بیٹا جی۔" انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لے کر اس کی پیشانی چوم لی۔

"ماشاءاللہ چشم بدور اتنی پیاری بیٹی ہے یہ تو اور عنیزہ تم لوگوں نے اس کی تعریف کرنے میں بہت کنجوسی سے کام لیا ہے۔" وہ عنیزہ سے کہہ رہی تھیں اور درشہوار کے اوسان خطا ہوئے جا رہے تھے۔

"آنٹی، ہیرے کی پہچان تو جوہری کو ہی ہوتی ہے نا۔ اب آپ جتنا تجربہ تو ہمارا ہے نہیں حسن کو سراہتے ہیں مگر الفاظ نہیں مل پاتے۔" عنیزہ بھابھی نے ہنس کر کہا۔

"ہیرے، حسن، تجربہ۔ یہ بھابھی مجھے کہاں لے آئی ہیں ہائے اللہ کہیں یہ مجھے بیچنے تو نہیں آئیں جیسے ٹی وی ڈراموں میں دکھاتے ہیں۔" درشہوار اس قدر بوکھلائی ہوئی تھی کے اس کی سوچیں بھی منفی زاویے پر سوچ رہی تھیں۔

"بھابھی، گھر چلیں پلیز۔" وہ گھبرائی ہوئی آواز میں بولی۔

"کیا ہوا بیٹا ابھی تو آپ لوگ آئے ہیں کھانا کھائے بغیر تو میں آپ لوگوں کو نہیں جانے دوں گی۔" عنیزہ بھابھی کی جگہ اس گریس فل خاتون نے پیار سے کہا۔

"شکریہ آنٹی آپ بھابھی وغیرہ کو کھانے تک روک سکتی ہیں میری طبیعت خراب ہو رہی ہے مجھے اجازت دیں پلیز۔" درشہوار نے تیزی سے کہا اور دروازے کی جانب بڑھ گئی۔

"ارے اسے کیا ہوا؟" عنیزہ بھابھی نے حیرانگی سے اسے جاتے دیکھ کر کہا۔

"کہیں فرجاد نے سے اسے کوئی الٹی سیدھی بات نہیں کہہ دی۔"

"ممی جان! آپ کا بیٹا بھلا کسی کو الٹی سیدھی بات کہہ سکتا ہے۔"

اسی وقت فرجاد، حماد کے ساتھ چلا آیا اور ان کی بات سن کر کہا۔

"نہیں مجھے اپنے بیٹے پر ناز ہے۔" ممی نے اس کے چہرے کو ممتا بھری نظروں سے دیکھا۔

"شکریہ، ویسے بائی دی وے یہ کس کا ذکر ہو رہا تھا؟" فرجاد نے ان کے شانوں پر اپنے ہاتھ رکھ کر پوچھا۔

"درشہوار باہر گئی ہے گھر جانے کا کہہ رہی ہے۔" ممی نے بتایا۔

"مگر کیوں؟" فرجاد نے حیران ہو کر پوچھا تو عنیزہ بھابھی نے جواب دیا۔

"کہہ رہی تھی طبیعت خراب ہو رہی ہے اللہ جانے اسے ایک دم سے کیا ہو گیا ہے؟"

"تو بھابھی آپ جائیں ان سے پوچھیں اگر واقعی ان کی طبیعت خراب ہو رہی ہے تو ہم کسی ڈاکٹر کے پاس لے چلتے ہیں۔" فرجاد نے فکر مندی سے کہا۔

"ہاں عنیزہ جاؤ دیکھو کہیں وہ اکیلی ہی نہ باہر نکل جائے۔" ممانے بھی کہا۔

"خیر میاں صاحب وہ ایسی حماقت کبھی نہیں کرسکتی، میں دیکھتی ہوں۔" عنیزہ بھابھی یہ کہہ کر باہر آئیں تو اسے لان کے قریب بنی باؤنڈری وال کے قریب کھڑے دیکھا وہ اضطراب کے عالم میں نرسری باڑ کے پتے توڑ رہی تھی جن کی کڑوی کڑوی سی خوشبو اردگرد پھیل رہی تھی۔

"ارے ری مس درشہوار کیا ہوا میری جان؟" عنیزہ بھابھی نے اس کے پاس آکر پیار سے پوچھا۔

"بھابھی، یہ آپ کہاں لے آئی ہیں مجھے۔" وہ پریشانی سے انہیں دیکھتے ہوئے بولی۔

"کیوں کیا ہوا؟"

"وہ خاتون کیسی باتیں کر رہی تھیں اور آپ ہیرے اور جوہری کی حسن اور تجربے کی بات کس حوالے سے کر رہی تھیں؟"

"تم کیا سمجھیں تھیں؟" عنیزہ بھابھی اس کی بچگانہ اور احمقانہ سوچ کی تہہ تک پہنچ گئی تھیں مسکراتے ہوئے سوال کیا۔

"میں وہی سمجھی تھی جو آپ سمجھ رہی ہیں۔"

"بیوقوف۔" عنیزہ بھابھی ہنستی چلی گئیں۔

"میں بیوقوف ہی ٹھیک ہوں بس آپ گھر چلیں۔" وہ رونی شکل بنا کر بولی۔

"پاگل لڑکی! تمہارے بھائی جان ہمیں یہاں لائے ہیں ان کا بھی اعتبار نہیں ہے تمہیں کیا ہو گیا ہے تمہاری عقل کو؟" عنیزہ بھابھی نے اس کے سر پر ہلکی سی چپت لگائی۔

"گھاس چرنے چلی گئی ہے۔" وہ چڑ کر بولی۔

"لگ رہا ہے۔" وہ ہنس پڑیں۔

"بھابھی۔" وہ روہانسی ہو گئی۔

"بھابھی کی جان کیوں ڈرتی ہو ارے یہ فرجاد کا گھر ہے اور وہ پیاری سی خاتون فرجاد کی ممی ہیں میری امی کی نند ہیں فرجاد ان کا بیٹا ہے کیا سمجھیں؟" وہ اس کے ماتھے کو چوم کر اسے اپنے ساتھ لگا کر بولیں۔

"وہ فرجاد صاحب کی ممی ہیں ان کا ایک ہی بیٹا ہے۔" وہ ہلکی پھلکی ہو کر بولی۔

"ہاں فرجاد ان کا اکلوتا بیٹا ہے اور فرجاد سے ڈھائی سال چھوٹی اس کی بہن ہے جس کی دو سال پہلے شادی ہو گئی تھی اقراء فاطمہ آنٹی کے دو ہی بچے ہیں۔" عنیزہ بھابھی نے تفصیل بتائی تو وہ بولی۔

"شکر ہے بچے دو ہی اچھے کے فارمولے پر کسی نے تو عمل کیا۔"

"ہاں مگر فرجاد پورے گیارہ بچوں کا پاپا کہلائے جانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اسے خالی گھر اچھا نہیں لگتا اب دیکھو نا مائرہ بھی اپنے گھر کی ہو گئی ہے تو گھر میں انکل آنٹی اور فرجاد رہ گئے ہیں بقول فرجاد کے چار پانچ بھائی بہنیں ہوتے تو گھر میں رونق تو لگی رہتی۔ اسی لئے وہ زیادہ بچوں کا خواہشمند ہے۔" عنیزہ بھابھی نے مسکراتے ہوئے بتایا۔

"پھر تو یقیناً وہ اس لڑکی سے شادی کریں گے جس سے انہوں نے اور ان کے گھر والوں کی پرانی دشمنی کا بدلہ لینا ہو گا۔ آج کل دو بچے پیدا کر کے عورت کی صحت گر جاتی ہے۔ مصنوعی غذائیں کھا رہے ہیں خالص غذا کھانے کو ملے گی تو ماں کی صحت اچھی ہو گی ناں مگر مردوں کو کیا

جھیلنا تو عورت کو پڑتا ہے۔"

"مائی ڈیئر، فرجاد تو بہت محبت کرنے والا انسان ہے وہ اپنی بیوی کو بہت محبت سے رکھے گا۔" عنیزہ بھابھی نے مسکراتے ہوئے کہا وہ جانتی تھیں کہ اسے اپنے گھر میں بچوں کی تعداد اور اماں کی صحت کی مسلسل خرابی نے اس معاملے میں خاصا حساس بنا دیا تھا جبھی وہ مردوں کی بے حسی پر کڑھا کرتی تھی۔

"تو محبت کا اظہار اور ثبوت کے لئے بچوں کی کرکٹ ٹیم پیدا کرنا ضروری ہے کیا؟ خاندانی منصوبہ بندی والوں کو بھی کچھ خدمت کا موقع دینا چاہیے بے چارے لاکھوں روپے بچے دو ہی اچھے جیسے اشتہاروں پر خرچ کر رہے ہیں۔ آج کل مہنگائی کے دور میں دو بچے ہی بہتر تعلیم و تربیت خوراک وغیرہ حاصل کر پائیں تو یہی غنیمت ہے۔ مگر ہمارے ہاں کے عقلمند مرد بیویوں کو خرچ کر رہے ہیں۔ فرجاد صاحب جیسے پڑھے لکھے آدمی کا گیارہ بارہ بچوں کا پاپا کہلانے کا ارادہ ہے تو یہ ان سے کہیئے گا کہ چار شادیاں کر لیں۔" وہ بولتی چلی گئی عنیزہ بھابھی مسکراتی رہیں۔

"گویا تم اپنے ہونے والے شوہر کو چار شادیوں کی اجازت بخوشی دے رہی ہو۔"

"کیا ہونے والے شوہر کو؟" درشہوار نے حیران ہو کر ان کا چہرہ دیکھا۔

"ہوں۔"

"کیا مطلب ہے آپ کا؟"

"مطلب یہ ہے کہ میری بہنا کے فرجاد کو تم بہت پسند آئی ہو اس کے دل کو بھا گئی ہو۔ اس نے تم سے شادی کرنے کی خواہش کا اظہار بھی کر چکا ہے۔" انہوں نے مسکراتے ہوئے انکشاف کیا۔

"اونو۔"

"کیوں کیا کمی ہے فرجاد میں؟"

"بھابھی اماں ابا کو اگر پتا چل گیا نہ کے فرجاد صاحب آپ کے گھر قیام پذیر تھے کئی روز تک تو ابا میاں تو مجھے ہی غلط سمجھیں گے میرے کردار پر شک کریں گے۔ آپ تو جانتی نہیں ناں ابا میاں نے ساری زندگی اماں پر اور پھر اولاد پر شک کرتے ہوئے گزاری ہے نہ خود سکون سے جیئے ہیں نہ کسی اور کو سکون کا سانس لینے دیا ہے۔ ان کے اس رویے کی وجہ سے اماں بھی چڑچڑی، شکی وہمی اور منفی سوچ کی حاصل ہو گئی ہیں۔ ابا میاں کو اگر پتا چل گیا کے میں مسٹر فرجاد سے بات اور ملاقات بھی کرتی رہی ہوں تو میں ان کے ہاتھوں شہید ہو گی۔" وہ سنجیدگی حالات کی سنگینی بیان کرتے ہوئے بولی۔

"میں سب جانتی ہوں تم بے فکر رہو ایسا کچھ نہیں ہو گا تمہارے بھائی جان اور میں بہت طریقے سے ان سے بات کریں گے۔ فرجاد کا اپنے گھر آنے اور ٹھہرنے کا ذکر ہی نہیں کریں گے۔ یقین کرو شاہی تم فرجاد کے ساتھ اس گھر میں بہت خوش رہو گی فاطمہ آنٹی بہت نفیس اور شفیق خاتون ہیں تمہیں ماں کا پیار دیں گی۔ انہیں فرجاد کی پسند دل سے ہو گی انہوں نے تو خود فرجاد کو اپنی پسند کی لڑکی ڈھونڈنے کی اجازت دے رکھی تھی وہ اعتراض نہیں کریں گی اس کی پسند پر بلکہ انہوں نے تو تمہیں قبول کر لیا ہے فرجاد کو من پسند شریک حیات ڈھونڈنے کی اجازت جو دی تھی۔"

"گویا کھلی چھٹی دے رکھی ہے موصوف کو۔" درشہوار نے مسکرا کر کہا۔

"تم اسے قابو میں رکھنا۔"

"بھابھی میرا دل بے قابو ہو رہا ہے۔" وہ اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر بولی۔

"فرجاد کے لئے۔" وہ شرارت سے

بولیں۔

"اللہ بھابھی کیسی باتیں کرتی ہیں مجھے ڈر لگتا ہے کہیں وہ بھی میرے ابا میاں جیسے نہ نکلیں۔" وہ سنجیدہ لہجے میں بولی۔

"پاگل فرجاد ایسا نہیں ہے میں اسے اچھی طرح جانتی ہوں۔"

"آپ اپنے بھائی کو جانتی ہیں، یہ مرد جب شوہر بنتے ہیں ناں تو ایک جابر، ظالم، حاکم کا روپ دھار لیتے ہیں اور اپنی بیوی کے ساتھ غریب رعایا سے بھی بدتر سلوک کرتے ہیں۔" وہ بدستور بدگماں تھی مردوں سے خدشات سے پر لہجے میں بولی۔

"اف شہوار یہ خوف اور خدشے اپنے دل و دماغ سے نکال دو میری بہن ورنہ آگے جا کر مشکل ہو جائے گی۔ فرجاد تو محبت سے تمہاری بات مان جایا کرے گا شوہر کو محبت سے اپنی مٹھی میں کر لینا وہ تمہارا ہر طرح سے خیال رکھے گا ویسے بھی پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتیں، تمہارے بھائی جان بھی تو ابا میاں کی اولاد ہیں مگر وہ ان جیسے بالکل بھی نہیں ہیں میرا ہر طرح سے خیال رکھتے ہیں بہت محبت کرتے ہیں مجھ سے۔ اپنے دل و دماغ کو مثبت رکھ کر شوہر کے گھر میں قدم رکھنا۔" عنیزہ بھابھی نے اسے نرمی سے سمجھایا۔

"وہ تو میں جانتی ہوں میں کب کسی سے نفرت کر سکتی ہوں میں تو سب سے پیار کرتی ہوں اسی لئے مجھے ابا میاں کا رویہ دکھ دیتا ہے اماں نے کتنی اذیت بھری زندگی گزاری ہے کاش! ابا میاں کو اپنے رویے کی بدصورتی کا احساس ہو جائے کاش!" وہ تھکے تھکے افسردہ لہجے میں بولی۔

"بھابھی آپ تو انہیں بلانے آئی تھیں اور خود بھی یہیں کی ہو رہیں۔" اسی وقت فرجاد بے چین ہو کر وہاں چلا آیا۔

"ہم باتوں میں ایسی مگن ہوئیں کے خیال ہی نہیں رہا کہ آپ کے گھر موجود ہیں۔"

"طبیعت کیسی ہے آپ کی؟" فرجاد نے عنیزہ بھابھی کی بات سن کر درشہوار کو دیکھتے ہوئے پوچھا وہ اس کے آنے سے نروس سی ہو گئی تھی۔

"اب ٹھیک ہے۔" اس نے نظریں جھکا کر جواب دیا۔

"آخر ہوا کیا تھا؟"

"بتا دوں۔" عنیزہ بھابھی نے شرارت سے درشہوار کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔

"بھابھی پلیز۔" وہ شرمندہ اور بوکھلائی سی انہیں دیکھ کر بولی۔

"اچھا چلو نہیں بتاتی۔" وہ اس کی حالت پر رحم کھاتے ہوئے ہنس کر بولیں فرجاد بغور درشہوار کی گھبراہٹ اس کے چہرے سے عیاں ہوتے دیکھ رہا تھا۔

"اب آپ دونوں خواتین اندر جانا پسند کریں گی۔" فرجاد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں تو جا رہی ہوں شاہی سے تم خود پوچھ لو۔" یہ کہہ کر عنیزہ بھابھی نے اندر کی جانب قدم بڑھا دیئے۔

"ویسے اندر تو آپ کب کی آ چکی ہیں۔" فرجاد نے معنی خیز جملہ کہا تو اس کے چہرے پر شرم و حیا کے رنگ بکھر گئے وہ سٹپٹا کر ایک نگاہ اس کے وجیہ سراپے پر ڈال کر اندر کی جانب بڑھ گئی۔ فرجاد بھی مسکراتا ہوا اس کے پیچھے ہو لیا۔

اسی شام گھر آ کر حماد نے بہاول پور "عباد ولا" ٹیلی فون کیا اور ابا میاں یعنی عباد حسین کو فرجاد کے رشتے کے متعلق بتایا لیکن یہ بات انہوں نے گول کر دی تھی کے فرجاد ان کے گھر ٹھہرے تھے۔ وہ چونکہ اپنی بہنوں پر اعتماد کرتے

تھے ان کے بہتر مستقبل کے خواہاں تھے اور ابا میاں کے روپے اور گھر کی گھٹن آمیز شک آلود فضا سے نالاں تھے اسی لئے انہوں نے درشہوار کو فرجاد کے سامنے آنے پر روکا نہیں تھا بلکہ خود اسے فرجاد کے گھر لے گئے اور وہ دل سے چاہتے تھے کہ فرجاد کی شادی ان کی بہن درشہوار سے ہو جائے جبھی تو وہ ابا میاں کو اس رشتے کے متعلق خوشی سے بتا رہے تھے۔ حیرت کی بات تھی کہ ابا میاں مان گئے تھے اور خود لاہور آ کر فرجاد سے ملنے اور گھر کاروبار دیکھنے کے لئے راضی ہو گئے تھے۔ دو دن بعد وہ لاہور آئے "فرجاد ولا" گئے۔ فرجاد کے والد سیف صاحب دوبئی میں تھے اور فرجاد کی شادی پر آنے کا پروگرام تھا ان کا عباد صاحب تو فرجاد کے گھر اور کاروبار کو دیکھ کر فوراً اس رشتے کے لئے رضامند ہو گئے۔ حماد کے گھر میں فرجاد کی ممی اور بہن بہنوئی باقاعدہ رشتہ لے کر آئے۔ جو کے عباد حسین نے منظور کر لیا۔ فاطمہ نے درشہوار کو رسم کی طور پر ہیرے کی انگوٹھی پہنائی اور پانچ ہزار نقد اس کے ہاتھ پر رکھے شادی کی تاریخ بھی وہی رکھی گئی جو عنبرین کی شادی کی طے تھی اور یوں عباد حسین خوشی خوشی درشہوار کو ساتھ لے کر بہاول پور روانہ ہو گئے۔

امینہ بیگم کو دکھ بھی تھا کہ ان کے شوہر نے بیٹی کا رشتہ طے کرتے ہوئے ان سے مشورہ تک نہیں کیا مگر اطمینان بھی تھا کہ ان کی بیٹی اچھے گھر میں جا رہی ہے۔ حماد بھائی اور عنیزہ بھابھی نے ان کو فرجاد کے متعلق جو کچھ بتایا تھا اس سے وہ مطمئن ضرور ہو گئیں تھیں وہ اپنی حد درجہ گرتی ہوئی صحت کے پیش نظر اپنی بیٹیوں کی شادی جلد از جلد کر دینا چاہتی تھیں۔ درشہوار سے تو حماد حسین نے فرجاد اور اس کی فیملی کے متعلق کوئی بات نہیں کی۔ ان کی اولاد بھی پیٹھ پیچھے ان کی برائی کرتی تھی ان کا مذاق اڑایا کرتی تھی۔ ان کے دلوں میں باپ کا خوف ضرور تھا مگر احترام جاتا رہا تھا۔ حماد حسین رعب دبدبے میں اور حاکمانہ انداز میں سے برتاؤ کرتے تھے ہر کسی کی بے عزتی کی دیتے تھے۔ یار دوستوں میں خوب دولت لٹاتے تھے اور گھر والوں کو ضرورت کی چیز کے لئے بھی ترسنا پڑتا تھا۔ امینہ بیگم کا ہی حوصلہ تھا کہ وہ حماد حسین جیسے ظالم، منافق اور خودغرض شخص کے ساتھ تمام عمر گزار آئی تھیں۔ اب تو انہیں اپنے فیصلے پر پچھتاوا محسوس ہونے لگا تھا وہ اکثر سوچیں کے کاش! انہوں نے بھی کوثر کی طرح ہمت کر حماد حسین سے شادی کرنے سے انکار کر دیا۔ ہوتا تو یوں ان کے پھولوں جیسی جوانی اور ارمانوں بھری زندگی برباد نہ ہوتی۔ مگر پھر وہ دوسرے ہی لمحے اسے اپنے مقدر کا لکھا سمجھ کر خود کو تسلی دینے لگتیں اب تو اولاد کو خوشیوں کے لئے جی رہی تھیں۔

درشہوار کو شادی کی ٹینشن نے گھیر لیا۔ عباد حسین نے اس کے جہیز کی تیاری شروع کرتے ہوئے جو طعنے دیئے تھے۔ جتایا تھا کے وہ اس پر لاکھوں روپیہ خرچ کر رہے ہیں جیسے وہ ان کی بیٹی نہ ہو کوئی لے پالک ہو۔ درشہوار نے تو ہمت کر کے کہہ دیا کے۔

"مجھے جہیز نہیں لے جانا آپ اتنا خرچ نہ کریں۔"

"کل کو تمہیں طعنے دے دے کر مار دیں تمہارے سسرال والے اور میری بھی آن بان ہے میں نے اپنے منہ پر کالک نہیں ملوانی تمہیں خالی ہاتھ بھیج کر۔" حماد حسین نے غصے سے جواب دیا تو درشہوار نے اپنے دل میں ان سے کہا۔

"تو یوں کہیئے نا کے آپ صرف اپنی آن، انا، نام و نمود کی فکر ہے یہ اہتمام آپ اپنی واہ واہ

کرانے کے لئے دوسروں پر رعب جمانے کے لئے کر رہے ہیں بیٹی کی خوشی اور سہولت تو آپ کے پیش نظر نہیں ہے۔"

فرجاد اور اس کی ممی نے صاف منع کر دیا تھا کہ وہ جہیز نہیں لیں گے مگر عباد حسین نے ان کے کہے کو ان کا اپنی دولت پر گھمنڈ سمجھا اسی لئے وہ درشہوار کی شادی کی تیاریاں خاص توجہ سے کر رہے تھے۔

"شہوار بی بی، یہ سامان پکڑ لیں۔" ڈرائیور عاشق حسین کی آواز پر وہ اندر جاتے جاتے واپس پلٹی۔ وہ حجاب اوڑھتی تھی عاشق حسین نے اسے دوسری بار بے نقاب دیکھا تھا۔ پہلی بار دو ماہ قبل جب وہ اسے کالج لینے گیا تھا۔ تو اسے گیٹ سے اندر جا کر درشہوار سے واپسی کا ٹائم کنفرم کرنا تھا کیونکہ فنکشن کی وجہ سے چھٹی کا ٹائم آگے بڑھا دیا گیا تھا۔ درشہوار نے چپڑاسی کے ہاتھ کہلوا بھیجا تھا کہ تین بجے لینے آئے۔ مگر عاشق حسین تصدیق کرنے کے لئے اندر چلا آیا تھا۔ درشہوار اپنی دوست بشریٰ کے ساتھ گیٹ پر چپڑاسی کو پیغام دینے کے بعد واپس "ہال" کی جانب جا رہی تھی۔ "شہوار بی بی چپڑاسی بولتا ہے کہ ہم آپ کو تین بجے لے کر جائے ادھر کوئی مقابلہ ہونے والا ہے۔" عاشق حسین اس سے کہہ رہا تھا تصدیق چاہ رہا تھا۔

"جی ہاں عاشق حسین تقریری مقابلے میں، میں نے بھی حصہ لیا ہے دیر ہو جائے گی آپ مجھے تین بجے لینے آ جایئے گا اور اماں ابا میاں کو یاد سے بتا دیجیے گا۔" درشہوار نے اس کی طرف دیکھ کر سنجیدگی سے جواب دیا وہ کالج کے سفید یونیفارم میں بالوں کی ایک چٹیا بنائے سادہ سی بے انتہا پرکشش دکھائی دے رہی تھی اس پر اسکی آواز کی دلنشینی ایسی کے سننے والا ایک بار رک کر مڑ کر سنتا اور اسے دیکھتا ضرور تھا۔ عاشق حسین پہلی بار اسے دیکھ رہا تھا اور بس حیرت سے دیکھتا ہی رہ گیا۔

"ٹھیک ہے بی بی ہم بتا دے گا۔" عاشق حسین نے اسے دیکھتے ہوئے کہا اور گیٹ کی جانب مڑ گیا اسی وقت بشریٰ نے شوخی سے درشہوار سے پوچھا۔

"ڈرائیور اس قدر آپ جناب سے کیوں بات ہو رہی تھی چکر کیا ہے آخر؟"

"کوئی چکر نہیں ہے محترمہ ایک تو یہ کے وہ عمر میں مجھ سے بڑے ہیں دوسرا یہ کہ ہماری تعلیم ہمیں بڑوں سے ادب احترام سے بات کرنے کا درس دیتی ہے ہمیں۔" درشہوار نے جواب دیا جو عاشق حسین کے کانوں نے بھی سنا تھا اور پھر وہ مسکراتا ہوا گیٹ سے باہر نکل گیا تھا۔

"ویسے بندہ شاندار ہے۔" بشریٰ نے مسکراتے ہوئے شوخی سے کہا۔

"تو کیا خیال ہے اس سے تمہارے رشتے کی بات کروں۔" درشہوار نے اسے چھیڑا۔

"بکو مت اچھا۔" بشریٰ نے اس کی کمر میں مکہ رسید کر دیا وہ ہنس پڑی۔

اور اب دوسری بار عاشق حسین درشہوار کے سامنے یوں اچانک آ گیا تھا کہ اس کے سامنے سے فوراً ہٹنے کی راہ بھی باقی نہیں بچی تھی۔ وہ ابا میاں کے خوف سے گیٹ کی جانب دیکھتے ہوئے اس سے پوچھ رہی تھی۔

"آپ یہاں کیوں آئے اور اور ابا میاں کہاں ہیں؟"

"عباد صاحب اپنے دوست عثمانی صاحب کے پاس بیٹھے ہیں انہوں نے سامان اور گاڑی گھر لے جانے کو بولا تھا ہم لے آیا صاحب ایک دو گھنٹے میں کسی کے ساتھ خود ہی گھر آ جائیں گے۔" عاشق حسین نے جواب دیا تو اس کی جان

میں جان آئی وہ دوپٹہ اپنے سر پر رکھتے ہوئے بولی۔

''ٹھیک ہے سامان میز پر رکھ کر آپ جائیں اور آئندہ خیال رکھیئے گا یوں بے دھڑک گھر میں مت گھس آیئے گا پتا ہے نا ابا میاں کا ہڈی پسلی ایک کر دیں گے ہماری۔''

''پتا ہے بی بی، صاحب لوگ تو بہ خطرناک ہے غصے کا تو بہ توبہ ہم تو صرف آپ کی خاطر ادھر اتنے دن ان کی بری بری باتیں بھی سنتا رہا ہے اب آپ کی شادی ہو رہا ہے تو ہم ادھر رہ کر کیا کرے گا ہم بھی جاتا ہے یہاں سے۔'' عاشق حسین نے سنجیدگی سے پٹھانی لہجے میں کہا تو درشہوار اس کی آخری بات پر چونکی ہوئی۔ یہ وہ کیا کہہ رہا تھا۔

''کیا مطلب یہ عاشق حسین اور سنو آپ کا کوئی جڑواں بھائی بھی ہے آپ کا ہم شکل۔'' درشہوار نے ایک دم سے فرجاد کی صورت اس کی صورت سے دکھائی دی تھی اس نے فوراً پوچھا۔

''نہیں بی بی ہم اکیلا ہے اس دنیا میں۔''

''اچھا حیرت ہے اس قدر مشابہت ہے تم می اور مسٹر فرجاد میں۔'' وہ آہستگی سے بولی تو اس نے فوراً پوچھا۔

''مجھ میں اور کس میں جی؟''

''میں نے لاہور میں ایک شخص دیکھا تھا تمہارا ہم شکل مگر وہ تو بہت تعلیم یافتہ اور دولت مند ہے ارے تمہاری تو آنکھوں کا رنگ بھی سبز ہے میں نے کبھی غور ہی نہیں کیا فرجاد کی آنکھوں کا رنگ تو سیاہ ہے۔'' وہ بولتے بولتے اس کی سبز آنکھیں دیکھ کر چونک گئی۔ وہ مسکراتے ہوئے لگا۔

''اصل میں بی بی، جب ہم کسی سے پیار کرتے ہیں ناں یا جس چہرے کو ہم ہر وقت اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھنا چاہتے ہیں تو ہمیں ہر آدمی میں اس کی شکل دکھائی دیتا ہے جیسے مجھ کو ہر چہرے میں آپ کا چہرہ دکھائی دیتا ہے اسی طرح آپ کو......''

''عاشق حسین تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا میں تمہارا چہرہ ہر چہرے میں دیکھوں گی کیوں کون سے لعل جڑے ہیں تمہارے چہرے میں اور کیا رشتہ ہے تمہارا مجھ سے کہ میں تمہارا چہرہ ہر چہرے میں دیکھنے کی حماقت کروں گی۔'' درشہوار آپ جناب سے فوراً تم پر آتے ہوئے بے حد غصیلے لہجے میں بولا وہ شرمندہ سا ہو کر بولا۔

''معافی چاہتا ہے بی بی، چھوٹا منہ بڑی بات پر بی بی یہ تو دل کا معاملہ ہے نا دل تو صرف پیار کی بات سنتا اور سمجھتا ہے اسے ذات پات اونچ نیچ سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ آپ مجھ کو بہت اچھی لگتی ہو۔ میرے دل میں آپ کے لئے......''

''بس عاشق حسین اب اگر ایک لفظ بھی کہا نا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گیا میں تمہیں عزت دیتی رہی اس لئے نہیں کہ تم اس کا اس قدر غلط مطلب نکالو اور میرے متعلق ایسا سوچو تمہیں جرأت کیسے ہوئی مجھ سے یہ بات کہنے کی جس گھر کا نمک کھایا جاتا ہے وہاں نقب نہیں لگائی جاتی۔ چلے جاؤ یہاں سے تم جیسے لوگوں کو عزت سے بلانا ہی حماقت ہے آج تم نے میرے متعلق ایسا سوچا ہے کل کو میری دوسری بہنوں کے بارے میں بھی ایسا سوچ سکتے ہو بہتر ہو گا کہ تم یہ جاب چھوڑ دو۔ ابا میاں کو تم اچھی طرح جانتے ہو اس کے باوجود تم یوں گھر کے اندر دندناتے ہوئے چلے آئے کیونکہ تمہاری نیت میں فتور تھا۔'' درشہوار نے نہایت سخت اور غصیلے لہجے میں کہا۔

''آپ صحیح کہتی ہو بی بی، ہم نے سوچا صاحب لوگ تو گھر پہ نہیں ہے ہم آپ کو چیزیں دینے کے بہانے دیکھ بھی لے گا اور شادی کی مبادکباد بھی دے دے گا۔ ہم کو معاف کر دو بی بی

ہم بے بس ہو گیا تھا۔ دل پھر ہمارا زور نہیں چلا اور ہم ادھر آ گیا۔ ہم تو خود آپ کو گاڑی کی چابی اور یہ لائسنس واپس کرنے آیا ہے ہم نے کہیں اور کام ڈھونڈ لیا ہے اب اس نے گاڑی کی چابیاں اور لائسنس واپس دیتے ہوئے کہا۔

''چلو یہ تو تم نے ٹھیک سوچا ہے جاؤ اور ہاں خوابوں، خیالوں اور تصورات کی دنیا سے باہر نکل آؤ ان میں کچھ نہیں رکھا کوئی اچھی لڑکی دیکھ کر اس سے شادی کر لینا۔ سراب کے پیچھے بھاگنے والے آخر میں خالی ہاتھ رہ جاتے ہیں۔'' درشہوار نے سنجیدہ اور سخت لہجے میں کہا۔

وہ جواب دے کر میز پر رکھے شاپنگ بیگز اٹھانے لگی۔

''اچھا شہوار بی بی، اللہ آپ کو ہمیشہ خوش رکھے اللہ نگہبان۔''

''اللہ نگہبان۔'' درشہوار نے تیزی سے کہا اور شاپنگ بیگز اٹھا کر اس سے زیادہ تیزی سے اندر چلی گئی۔ عاشق حسین مرے مرے قدموں سے چلتا ہوا ''عباد ولا'' سے باہر نکل گیا۔

''اری بے حیا اتنی دیر سے باہر کھڑی ڈرائیور سے کیا راز و نیاز کر رہی تھی جو اپنے باپ کو بھول گئی کیوں باپ کے ہاتھوں مرنے کا ارادہ ہے تیرا باقی بھی تو ہیں ایک تو ہی نرالی پیدا ہوئی ہے اس گھر میں۔''

''عاشق حسین خود ہی لان میں چلا آیا تھا۔ ابا میاں نے یہ سامان بجھوایا ہے اس کے ہاتھ اور خود عثمانی انکل کے پاس بیٹھے ہیں آ جائیں گے ایک دو گھنٹے میں اور یہ رہیں گاڑی کی چابیاں اور لائسنس عاشق یہ نوکری چھوڑ گیا ہے۔'' درشہوار نے جلدی سے سب کچھ بتا دیا اور چیزیں میز پر رکھ لیں۔

''کیوں پانچ مہینے ہی تو ہوئے تھے اسے نوکری کیے ابھی ہفتے کی چھٹی لے کر گیا تھا گاؤں سے آتے ہی چھٹی کیوں کر لی؟'' امینہ بیگم نے شاپنگ بیگز کھولتے ہوئے حیرت سے کہا تو وہ صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولی۔

''ابا میاں کی روز روز کی عزت افزائی سے عاجز گیا تھا بے چارہ اسی لئے چھوڑ گیا نوکری بھی اور آدھے مہینے کی تنخواہ بھی۔''

''ایک تو تمہارے باپ کا مزاج ہی درست نہیں ہوتا ہر ایک سے لڑنے لگتے ہیں۔ کبھی کسی سے خوش ہیں تو اس پر سب کچھ نچھاور کرنے لگتے ہیں اسی سے ناخوش ہوں گے تو پل بھر میں ذلیل کر کے رکھ دیں گے۔ غصہ تو ان کی ناک پہ دھرا رہتا ہے ہر وقت۔'' امینہ بیگم نے تاسف سے کہا۔

''اور وہ اپنی اسی ناک کی خاطر یہ پیسہ خرچ کر رہے ہیں۔'' درشہوار نے کہا۔

''اور کم بخت میں تیرے باپ کو کیا جواب دوں گی کہ ڈرائیور نے گاڑی کی چابی اور کاغذات اور یہ سامان کسے دیا تھا؟'' امینہ بیگم کو شوہر کے شکی اور جرح سے پر رویے کا بخوبی علم تھا جھلا کر بولیں تو اس نے اطمینان سے کہا۔

''کہہ دیجیے گا کے عاشق حسین یہ چیزیں وغیرہ گاڑی کی چھت پر رکھ گیا تھا اور باہر سے کہہ گیا تھا کے یہ اٹھا لیں میں نوکری چھوڑ کر جا رہا ہوں۔''

''پھر وہ پوچھیں گے کے گیٹ کس نے کھولا تھا؟''

''میں کہہ دوں گا میں نے کھولا تھا۔'' فواد نے ڈرائنگ روم میں قدم رکھتے ہوئے کہا تو درشہوار فوراً بولی۔

''اور سامان چابیاں لائسنس بھی تم نے ہی لئے تھے۔''

''ٹھیک ہے ٹھیک ہے کہہ دوں گا تم ایک کپ چائے تو بنا کر پلاؤ پہلے۔'' وہ صوفے پر دراز ہوتے ہوئے بولا تو وہ اسے گھورتی ہوئی

کھڑی ہوگئی۔

جانتی تھی کہ وہ چائے کا رسیا ہے چائے پلا کر چاہے کچھ بھی کرالو اس سے وہ انکار نہیں کرے گا۔

عاشق حسین کے جانے کا سن کر ابا میاں (عباد حسین) نے خوب گالیاں دیں اسے گھر سر پر اٹھالیا چیخ چیخ کر انہوں نے اپنی مصروفیات اور جوڑوں کے درد کا باعث ڈرائیور رکھا تھا تا کہ بچوں کو سکول کالج ڈراپ کرنے کا فریضہ انجام دے سکے۔ ایک ماہ تک تو عباد حسین خود بھی ڈرائیور کے ساتھ کالج جاتے رہے درشہوار وغیرہ کو چھوڑنے اور لانے کے لئے پھر ڈرائیور عاشق حسین سے قدرے مطمئن ہو گئے تو اسے اکیلے بچیوں کو لانے لیجانے کی ذمہ داری سونپ دی۔ اب شادی کے دن قریب تھے تو وہ نوکری چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ اس لئے عباد حسین کا غصہ لازم تھا۔

گھر میں شادی کی تیاریاں زوروں پر تھیں۔ دن بھر کام میں مگن رہنے کے بعد جب رات کو درشہوار سونے کے لئے اپنے بستر پر لیٹی تو آنکھوں میں فرجاد کی صورت آسمانی چھ فٹ دو انچ لمبا قد، کسرتی بدن، کھلی کھلی گندمی رنگت، کلین شیو چہرہ، سیاہ آنکھیں، کشادہ پیشانی، خوبصورت ناک، بالوں کا خوبصورت اسٹائل، باتوں اور آنکھوں میں شوخی کا رنگ لئے فرجاد اسے اپنے خوابوں میں ہر روز نئے انداز میں پیار لٹاتا نظر آتا وہ اس کی باتوں کو یاد کر کے مسکرا دیتی۔

خدا خدا کر کے شادی کا دن آ پہنچا۔ عنبرین اور درشہوار دونوں دلہن بنی اپنے مستقبل کی خوشیوں کی دعائیں مانگ رہی تھیں۔ دونوں کی بارات آئی تو اس کا شاندار استقبال کیا گیا۔ فرجاد کے ساتھ والدہ بہن بہنوئی اور دیگر رشتے دار تو تھے مگر والد نہیں آئے تھے وہ دوبئی سے نہیں آسکے تھے عباد صاحب کو یہی بتایا گیا تھا انہیں غصہ تو بہت آیا مگر موقع ایسا نہیں تھا کہ اس کا اظہار کر سکتے اور پھر خوبرو اور دولت مند داماد جو والدین کا اکلوتا بیٹا بھی تھا ان کی شان کا باعث بن رہا تھا لہٰذا وہ بہت خوش نظر آ رہے تھے۔ درشہوار کا نکاح کی باری آئی حماد بھائی، وحید بھائی نگار آپا کے شوہر اور امینہ بیگم کے بھائی درشہوار سے نکاح نامے پر دستخط کروا کر لائے۔ گواہوں کی جگہ عباد حسین پہلے ہی دستخط کر چکے تھے پھر درشہوار اور فرجاد کا نکاح شروع ہوا مولوی صاحب نے فرجاد حسین ولد ارشاد حسین آپ کو درشہوار بنت عباد حسین سے عقد قبول ہے کے الفاظ دہرائے تو عباد حسین کے وجود میں زلزلہ سا آ گیا۔

"ارشاد حسین، یہ فرجاد ارشاد کا بیٹا ہے میرے بھائی کا بیٹا یعنی میرا سگا بھتیجا ہے۔ ان لوگوں نے دھوکے سے میری بیٹی کا رشتہ مانگا ہے۔" عباد حسین اپنی سوچوں میں گم تھے اور ادھر رسم نکاح ادا ہو چکی تھی۔ ہوش میں تو عباد حسین اس وقت آئے جب ارشاد حسین نے ان کے پاس آ کر ان کے شانوں کو تھام لیا اور مسکراتے ہوئے بولے۔

"مبارک ہو عباد آج ہمارا خاندان پھر سے ایک ہو گیا ہے۔"

"تم...... تم نے مجھے دھوکا دیا ہے۔" عباد حسین نے دبے دبے لہجے میں احتجاج کیا۔

"نہیں میں نے بابا اور اماں جان کی خواہش اور وصیت پر عمل کیا ہے وہ چاہتے تھے کہ میرا اور تمہارا رشتہ اور تعلق ہمیشہ کسی نہ کسی شکل میں قائم رہے جو تم نے اپنی حماقت سے منقطع کر دیا تھا وہ رشتہ وہ اپنے بڑوں کی خواہش اور وصیت کے احترام میں اور اپنے خاندان کو اکٹھا رکھنے جوڑے رکھنے کے خیال سے پھر سے قائم کرنے آیا ہوں فرجاد میرا اکلوتا بیٹا ہے اماں اور بابا کی وصیت بھی کے میں فرجاد کی شادی تمہاری بیٹی سے کروں تا کہ ہم پھر سے ایک ہو جائیں اور عباد میرے بھائی آج میں بہت خوش ہوں کے میں نے اپنے مرحوم ماں باپ کی خواہش اور وصیت کو پورا کر کے ان روحوں کو بھی سکون بخشا ہے اور میری بہو میری سگی بھتیجی ہے اس کی مجھے بے حد خوشی ہے۔ جو جھوٹ تم سے فرجاد کے والد کے حوالے سے بولا گیا تھا وہ ہماری مجبوری تھی اور سچ تمہارے سامنے ہے میری بیوی فاطمہ تمہاری بہو کی سگی پھپھو ہے اب تو یہ رشتے داری اور بھی مضبوط ہو گئی ہے کیا اب بھی مجھے گلے سے نہیں لگاؤ گے بنا کسی جرم کے اور کتنی سزا دو گے تم مجھے یاں۔" ارشاد حسین نے نرمی اور آہستگی سے ساری تفصیل بیان کر کے پوچھا۔

عباد حسین دل ہی دل میں پہلے ہی نادم تھے اپنے رویے پر سب کو ان ارشاد حسین سے عناد کی وجہ معلوم تھی اور خاندان والے انہیں برا بھی کہتے تھے اور ان کے اکلوتے بھائی تھے ارشاد حسین اور بڑے بھی خوشی کے ہر موقع پر وہ انہیں یاد کرتے تھے مگر زبان سے کبھی اظہار نہیں کرتے تھے۔ اپنی انا کے خول میں بند تھے وہ اور ہمیشہ خود کو درست اور دوسروں کو غلط سمجھتے تھے۔

"میری بیٹی تمہارے گھر جا رہی ہے اب تو مجھے تمہارے سامنے سر جھکانا ہی پڑے گا۔" عباد حسین نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں عباد حسین تمہاری بیٹی اپنے ہی گھر جا رہی ہے اسے وہاں پیار اعتبار اور وقار کے ساتھ خوش آمدید کہا جائے گا وہ انشاء اللہ وہاں ہمیشہ سکھی رہے گی۔ اگر تم اپنے رویے پر نادم ہو تو مجھے تم سے کوئی گلہ نہیں ہے آؤ پچیس برس بعد اب گلے سے لگ جاؤ، بھول جاؤ پرانی باتیں اور اعتبار کرنا سیکھو ورنہ تمہارے اپنے تمہاری عزت کرنا چھوڑ دیں گے تم سے دور ہو جائیں گے۔" ارشاد حسین نے نرمی سے سمجھایا۔

"اب ایسا نہیں ہو گا۔" عباد حسین یہ کہہ کر ان کے گلے سے لگ گئے اور دونوں بھائی کافی دیر تک ایک دوسرے سے گلے لگ کر روتے رہے۔ مبارک سلامت کے شور میں جب سب کو ارشاد حسین کی آمد کا پتا چلا تو خاندان بھر کی خوشی دو چند ہو گئی۔

"درشہوار، فرجاد بھائی تو تایا ابو کے بیٹے ہیں ارشاد حسین تایا کے۔" نگار نے آ کر خوشی خوشی اسے بتایا تو وہ بھی خوشی سے کھل اٹھی۔

"شکر ہے میری شادی دو بھائیوں کو ملانے کا سبب بن گئی یا اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔" درشہوار نے خوش ہو کر کہا پھر ارشاد حسین اپنے بھائی عباد حسین کے ہمراہ گھر میں چلے آئے اپنی بھتیجیوں اور بھتیجوں سے بھاوج سے ملے، فاطمہ اور فرجاد کو بھی سب نے نئے رشتے اور پرانے رشتے کے حوالے سے مبارکباد دی اور سب کا دولہا دلہن کے ساتھ فوٹو سیشن ہوا پھر کھانے کے بعد ضروری رسمیں ادا کی گئیں اور پہلے عنبرین کو جمال اور اس کے گھر والوں کے ہمراہ رخصت کیا گیا جمال تو بہاول پور میں ہی مقیم تھے اس لئے ان کی بارات سو شہر میں ہی جانی تھی دلہن کو لے کر۔ عنبرین کی رخصتی کے بعد درشہوار کو رخصت کیا گیا اسے رخصت کرتے ہوئے عباد حسین جیسے پتھر دل کی آنکھیں بھی چھلک پڑیں۔

"فرجاد بیٹا یہ میری سب سے ذہین اور پیاری بیٹی ہے اسے کوئی دکھ نہ دینا اور شاہی بیٹا میرا کہا سنا بھی معاف کر دینا اللہ تمہیں خوش رکھے۔" عباد حسین نے روتے ہوئے دونوں سے کہا تو درشہوار جو پہلے کی نرم دل تھی رخصتی کے صدمے بے حال ہو رہی تھی ابا میاں کی بات سن کر مزید بلکنے لگی۔ دعاؤں اور آنسوؤں میں قرآن پاک کے سائے تلے درشہوار کو بھی

رخصت کر دیا گیا۔ عنیزہ بھابی اور حماد بھائی اپنے بچوں سمیت ان کے ہمراہ گئے تھے فواد بھی ولیمے میں شرکت کی غرض سے ان کے ساتھ جا رہا تھا۔

فرجاد حسین کے بیڈروم کو دلہن کے استقبال کے لیے خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ درشہوار نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ وہ اس طرح اتنے بڑے گھر کی اپنے خوابوں کے سے گھر کی بہو بن کر آ جائے گی۔ وہ بہت خوش تھی مگر وہ دل میں کہیں ذرا سا خوف بھی تھا کہ کہیں فرجاد بھی عام مردوں جیسا نہ نکلے یا اس کے رویے میں ابا میاں جیسا منک نہ موجود ہو۔

رات کے ساڑھے گیارہ بج رہے تھے جب فرجاد نے کمرے میں قدم رکھا۔ درشہوار کا دل خوف اور خوشی کے ملے جلے احساسات میں گھرا تیز تیز دھڑکنے لگا۔ فرجاد بیڈ کے قریب ان کر کھڑا ہو گیا اور کتنی دیر تلک اس کے سندر سراپے پر نظریں جمائے کھڑا رہا۔

''یا اللہ! یہ کچھ بولتے کیوں نہیں؟'' درشہوار کو اس کی خاموشی سے گھبراہٹ ہونے لگی اس نے اپنے دل میں کہا اور ڈرتے ڈرتے پلکیں اٹھا کر اس کو دیکھا جو سیاہ تھری پیس سوٹ میں بے حد وجیہہ لگ رہا تھا۔

''خوش آمدید درشہوار خوش آمدید۔ چند باتیں میں تمہیں بتا دینا چاہتا ہوں۔ پہلی یہ کہ تم اب میکے کبھی واپس نہیں جاؤ گی جس طرح تمھارے ابا میاں نے میرے ڈیڈی کو اپنوں سے اپنے گھر سے دور کیا تھا اسی طرح اب تم بھی اپنوں سے دور ہو گی۔ نہ تم وہاں فون کرو گی نہ ہی کسی کا فون سنو گی۔ اگر تم میکے گئیں تو یہاں کبھی واپس نہیں آ سکو گی۔'' فرجاد نے نہایت سخت، سپاٹ اور حاکمانہ لہجے میں کہا تو پہلے تو وہ روح تک سے سہم گئی مگر اس نے فوراً ہی خود کو سنبھال لیا

اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر نہایت پراعتماد لہجے میں بولی۔

''آپ میری ٹانگیں توڑیں یا یہ رشتہ توڑیں میری بلا اس میں کسی کم ظرف شخص کو اپنے اوپر حکومت کرنے کی اجازت کبھی نہیں دے سکتی۔''

''ابھی میری بات مکمل نہیں ہوئی میری دوسری بات......؟''

''بس مسٹر فرجاد حسین بس میں آپ کی دوسری، تیسری یا چوتھی بات اب نہیں سنوں گی۔ میں امینہ بیگم کی بیٹی ضرور ہوں لیکن امینہ بیگم نہیں ہوں میں اپنے باپ کی بیٹی بھی ہوں میں اگر رشتوں کے تقدس اور پائیداری کے لیے اپنی جان دینے کا حوصلہ رکھتی ہوں تو رشتوں کا مذاق اڑانے والوں سے اپنی جان چھڑانے کا حوصلہ بھی ہے مجھ میں۔'' درشہوار فرجاد کی بات کاٹ کر بہت سپاٹ، پراعتماد اور خطرناک لہجے میں کہا۔

''کیا مطلب ہے تمھارا؟'' فرجاد نے بہت حیرت سے اسے دیکھا۔

''آپ کیا مجھے یہاں سے نکالیں گے میں خود یہاں سے واپس جا رہی ہوں ابھی اور اسی وقت کیونکہ میں اپنی ماں جیسی زندگی نہیں گزار سکتی۔ میں اپنے میکے واپس جا رہی ہوں۔'' وہ یہ کہہ کر اپنا آپ اور اپنا ملبوس سنبھالتی ہوئی بیڈ سے نیچے اتر آئی۔

''تم کہیں نہیں جا سکتیں تمہیں وہاں سے یہاں لانے کے لیے میں نے بہت طویل منصوبہ بندی کی تھی تم میری محنت پر پانی نہیں پھیر سکتی۔'' فرجاد نے اس کے سامنے آ کر اس کا راستہ روکتے ہوئے کہا۔

''دیکھیے......''

''دیکھ دیکھ کر تو ہم آپ کے دیوانے ہو رہے ہیں۔'' اس کا لہجہ پل بھر میں شوخ ہو گیا۔

''میں آپ کے ساتھ اس طرح نہیں رہ سکتی۔'' وہ کانپتی آواز میں بولی، دل تو چاہ رہا تھا کہ پھوٹ پھوٹ کر چیخ چیخ کر روئے۔

''تو جس طرح تم کہو گی میں تمہیں اسی طرح رکھوں گا۔''

''آپ میرا راستہ چھوڑ دیں پلیز۔'' وہ سخت صدمے سے دوچار تھی، لرزتی آواز میں بولی اس کے سامنے رونا نہیں چاہتی تھی۔

''مجھے جانے دیں میرا راستہ چھوڑ دیں۔'' وہ اس کے ٹس سے مس نہ ہونے پر دوبارہ بولی۔

''تم اگر مجھے چھوڑ کر جاؤ گی تو میں یہ دنیا چھوڑ دوں گا۔'' وہ بے کل ہو کر بولا۔

''آپ مجھے فریب دے رہے ہیں۔''

''نہیں میں تو اپنا آپ تمہیں دے رہا ہوں سر سے پاؤں تک میں تمھارے رحم و کرم پر ہوں، تمہارا اسیر ہوں۔'' وہ اس کے چہرے کو والہانہ پن سے دیکھتے ہوئے بولا تو اس نے حیرت سے اسے دیکھا جو اب پہلے کی طرح نرم خو اور محبت کرنے والا لگ رہا تھا وہ تذبذب کا شکار ہو گئی تھی۔

''اچھا تو پھر وہ سب کیا تھا جو آتے ہی ارشاد فرمایا تھا؟''

''یار میں تو تمہیں تنگ کر رہا تھا مذاق کر رہا تھا۔''

''شادی کے پہلے دن ایسا مذاق کیا جاتا ہے؟'' درشہوار نے بے یقینی سے دیکھا۔

''آئی ایم سوری میں تو چیک کرنا چاہ رہا تھا کہ تمھارے اندر کتنا حوصلہ ہے۔ عنیزہ بھابی سے تمھاری جرات مندی کی بہت تعریف سن رکھی تھی۔ عباد چچا کے زیر سایہ رہ کر باقی سب بچے تو پراعتماد نہیں بن سکے مگر تم ان کے تمام تر منفی رویے کے باوجود سب سے الگ ہی نکلی ہو جس کا ثبوت تم نے ابھی دے دیا ہے۔ تایا ابا کے زیر سایہ رہ کر تم اتنی جرات مند اور پراعتماد ہو تو اگر تم ارشاد حسین کی بیٹی ہوتیں جو سراپا محبت اور ایثار کا پیکر ہیں تو......''

''تو میں آپ کی بیوی نہ ہوتی بہن ہوتی۔'' وہ اس کی بات کاٹ کر بولی اس کی بات اس کی سمجھ آ رہی تھی کچھ کچھ یقین بھی آ رہا تھا اسے کہ وہ سچ کہہ رہا ہے۔

''توبہ...... توبہ اللہ نہ کرے کہ تم میری بہن ہوتی۔'' وہ جلدی سے بولا۔

''خیر میرا راستہ چھوڑیں مجھے واپس جانا ہے۔'' وہ سپاٹ لہجے میں بولی۔

''یار میرا یقین کرو میں نے مذاق میں یہ سب کہا ہے ادھر دیکھو۔'' فرجاد نے بے چین ہو کر اور اسے شانوں سے پکڑ کر رخ اپنی طرف کیا۔

''میری آنکھوں میں دیکھو کیا ان میں تمہیں اپنے لیے جھوٹ، فریب اور بے حسی کا رنگ نظر آ رہا ہے؟''

''مجھے نہیں پتا۔'' وہ پیار کے رنگ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر نظریں چرا کر بولی۔

''آخر کچھ پتا بھی ہے تمہیں؟''

''جی ہاں۔''

''کیا......؟''

''یہی کہ جو کچھ میرے والد نے آپ کے والد کے ساتھ کیا تھا آپ مجھ سے اس کا بدلہ لیں گے۔'' وہ سنجیدگی سے بولی دل کو ہر طرح سے اطمینان دلانا چاہتی تھی اس لیے ہر خدشے کا اظہار کر رہی تھی وہ۔

''ہاں لوں گا ضرور لوں گا لیکن بدلہ نہیں......'' فرجاد نے نہایت سخت لہجے میں کہا تو اس نے سہم کر اسے دیکھا تو وہ مسکراتے ہوئے شوخی سے بولا۔

''تم سے تمھارا پیار لوں گا۔''

''کیا......؟'' وہ حیرت سے اسے دیکھتی

بے ہوش ہونے کو تھی۔

''ہاں۔''

''آپ کیوں میرا ہارٹ فیل کرانے پر تلے ہیں صاف صاف کیوں نہیں کہتے جو آپ کے دل میں ہے۔'' درشہوار نے روہانسی ہو کر کہا تو وہ محبت پاش لہجے میں بولا۔

''میرے دل میں تو تمھاری صورت ہے تمھاری محبت ہے پیار ہے تمھارے لیے بے حد و بے حساب پیار ہے۔''

''یا اللہ! یہ سب کیا ہے؟'' درشہوار پر شادیٔ مرگ طاری ہو گئی وہ بے دم سی ہو کر بیڈ کے کنارے پر ٹک گئی۔ فرجاد اس کی کیفیت سے بہت محظوظ ہو رہا تھا۔

''یہ سب پیار ہے شہوار بی بی ہمارا پیار سچا تھا اس لیے ہم نے تم کو پا لیا۔ آج ہم بہت خوش ہے بی بی آج ہمارا محبت ہم کو مل گیا ہے۔'' عاشق حسین کی آواز اور لہجہ فرجاد کے منہ سے سن کر وہ دنگ رہ گئی تو اس کا اندازہ، شک درست تھا، درشہوار کی صورت دیکھنے والی تھی۔ فرجاد کو اس پر بے انتہا پیار آ رہا تھا۔

''عا...... شق حسین۔'' درشہوار اس کی صورت کو تکتے ہوئے بمشکل بول سکی۔

''اوں ہوں فرجاد حسین تمھارا عاشق۔'' فرجاد نے اس کے قریب بیٹھ کر مسکراتے ہوئے کہا تو وہ چکرا کر گرنے لگی تھی کہ فرجاد نے اسے اپنی بانہوں میں سمیٹ لیا۔ وہ حیرت سے اس کے مسکراتے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔

''فرجاد۔'' فرجاد نے مسکراتے ہوئے اسے ساری تفصیل شروع کی۔

''جی جان فرجاد! آپ نے صحیح پہچانا تھا عاشق حسین میں ہی تھا۔ تمھارے سوا کسی نے دھیان ہی نہیں دیا وہ گیٹ اپ وہ جاب میں نے صرف اور صرف تمھارے لیے اختیار کی تھی۔

دادی اور دادا مرحوم کی وصیت تھی کہ میری شادی عباد چچا کی کسی بیٹی سے ہو وہ ممی ڈیڈی سے اکثر تمھارا ذکر کیا کرتے تھے کہ تم یعنی درشہوار سب بچوں میں تیز، شوخ اور شریر بھی ہو اور ذہین بھی اور شروع ہی سے کسی کی غلط بات برداشت نہیں کرتیں۔ میں بڑا ہوا تو مجھے یہی بتایا گیا کہ میری شادی چچا کی کسی بیٹی سے ہونی ہے کس سے؟ یہ حالات پر اور میری پسند پر چھوڑ دیا گیا۔ میری ممی عنیزہ بھابی کی امی کی نند ہیں لہٰذا ان دونوں یعنی عنیزہ بھابی اور پھپھو کے ذریعے ہمیں ''عباد ولا'' کی خبریں ملتی رہتی تھیں۔ حماد بھائی سے میں نے دوستی کر لی تھی۔ عنیزہ بھابی کو میں ان کے رشتے کے حوالے سے ہی بھابی کہتا ہوں دوست اور چچازاد بھائی کی بیوی کے ناطے سے ویسے تو وہ میری آپی ہیں۔ ان کی زبانی تمھاری ذہانت، محبت، حساسیت، خوش اخلاقی اور حسن مزاج کے بہت قصے سنے تھے لہٰذا ابا بدولت نے تمھارے گھر ڈرائیور کی جاب کے لیے اپلائی کر دیا۔ عباد چچا کو ڈرائیور کی تلاش تھی یہ مجھے حماد بھائی کی زبانی معلوم ہوا تھا۔ پھر وہاں تم سب کو دیکھا، سنا تو خیر بمشکل دو بار ہی تھا تمھیں کالج اور آخری بار گھر میں جاب چھوڑ کر جاتے وقت تمھارا چہرہ واقعی اتنا حسین اور دل نشیں ہے کہ اسے حجاب میں ہی رہنا چاہیے تھا۔ تمھاری دوسری بہنوں اور بھائیوں کے مزاج بھی تیز ہیں، تلخ اور منفی سوچ رکھتے ہیں سب چچا میاں کی طبیعت اور ماحول کا اثر ہے ان پر ہر بات کا منفی اور تاریک پہلو دیکھتے ہیں وہ سب لیکن تم مثبت سوچ کی حامل ہو سب کو پیار، محبت سے ہنسی خوشی کے ساتھ ایک دوسرے کے سنگ رہتے دیکھنے کی خواہش مند اسی لیے میں نے اپنا اسیر کر لیا تھا حجاب کیا ہٹا میرا پیار صرف تم پر نچھاور ہونے کے لیے مچلنے لگا۔ میری آنکھوں نے تمھارے ساتھ کے خواب دیکھے ہیں میرا تم

سے ملے بغیر ہی تمھارے پیار میں مبتلا ہو گیا تھا۔ پھر عنیزہ بھابی اور حماد بھائی نے تمھیں یہاں بلوایا تو میں تمھارے ابا میاں سے چند دن کی چھٹی لے کر یہاں آ گیا اور تم سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے میں کامیاب رہا۔''

''عنیزہ بھابی اور حماد بھائی کو معلوم نہیں تھا کہ آپ تایا ابو کے بیٹے ہیں؟'' درشہوار نے اس کے خاموش ہونے پر پوچھا۔

''انھیں معلوم تھا جبھی تو انھوں نے تمھیں مجھ سے ملنے دیا تھا اور میرے گھر ''فرجاد ولا'' بھی تمھیں لے آئے تھے۔ بس تم پر اور سب پر یہ ظاہر نہیں کرنا تھا۔ شادی ہونے تک اور ڈیڈی بھی اسی لیے شادی سے پہلے سامنے نہیں آئے تھے۔ درشہوار مائی ڈیئر شاہی یہ جو میرا تمھارا رشتہ ہے نہ یہ محض نکاح کے چند بولوں تک محدود نہیں ہے۔ میرا تمھارا رشتہ تو ازل سے تھا۔ ہمارا خون ایک ہے، خاندان ایک ہے، یہ صرف نکاح سے نہیں بنا یہ تو پیدائش سے ہی ہماری رگوں میں خون بن کر گردش کر رہا ہے۔ سگے بھائی اور ان کی اولادیں ساری زندگی ایک دوسرے سے جدا نہیں رہ سکتیں اگر رہ بھی لیں تو بھی ان کا رشتہ نہیں ٹوٹتا کیونکہ یہ ازلی رشتے ہیں خون میں شامل ہیں ہمارے...... اور یہ رشتے ہمارے دلوں سے بھی بندھے ہیں یہ جو میرا تمھارا رشتہ ہے یہ دل کا رشتہ بھی ہے اور یہ پیار کا رشتہ بھی ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ ہماری کوششوں سے یہ رشتہ ہو گیا جس نے پرانے رشتوں پر جمی گرد کو صاف کر دیا ہے اب ہم ہمیشہ ساتھ رہیں گے۔'' فرجاد نے نرمی اور سنجیدگی سے ساری بات کہہ کر اسے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ بہت اچھے ہیں میرے ساتھ ہمیشہ اچھے ہی رہیں گے ناں۔''

درشہوار نے ساری حقیقت جان کر اس کی محبت کا اعتراف سن کر مسرور ہو کر کہا تو وہ اس کے ہاتھوں کو تھام کر محبت سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

''ہاں شاہی میں نے تم سے محبت کی ہے اور تم یہ سوچ رہی ہو کہ میں ارشاد حسین کا بیٹا ہو کر جو مہر و محبت اور ایثار کا پیکر ہیں ان کا بیٹا ہو کر میں تم سے کسی قسم کی زیادتی کروں گا، نہیں میری جان میں تو تم سے صرف پیار کروں گا بہت شدت سے چاہا ہے میں نے تمھیں۔''

''اچھا تو میرا رونمائی کا تحفہ نکالیں۔'' وہ بچوں کی طرح خوش ہو کر بولی تو اس کے انداز پر وہ ہنس پڑا۔

فرجاد نے اٹھ کر سائیڈ ٹیبل کی دراز کا لاک کھولا اور اس میں سے ایک مخملی ڈبہ نکال کر اس کے سامنے کھول دیا۔ ڈائمنڈ کا نازک سا سیٹ تھا۔

اتنی قیمتی سوغات دیکھ کر درشہوار کو سچ مچ فرجاد کی محبت کی شدت، پر دل سے یقین آ گیا اسے محبت کرنے والا عزت دینے والا ہمسفر چاہیے تھا وہ اسے مل گیا تھا وہ دل ہی دل میں رب کے حضور سجدۂ شکر ادا کر رہی تھی۔

''تحفہ پسند آیا؟'' فرجاد نے بریسلیٹ اس کی نازک کلائی میں سجا کر پوچھا۔

''جی تحفے سے زیادہ تحفہ دینے والا پسند آیا۔'' وہ شرمیلے پن سے مسکراتے ہوئے بولی تو وہ نہال ہو گیا۔

''تو اب اسی خوشی میں میری رونمائی کا تحفہ بھی دو۔''

''کیسا تحفہ......؟'' درشہوار نے حیرت سے پلکیں جھپک کر اسے دیکھا۔

''محبت کا تحفہ تمھاری محبت صرف تمھارے شوہر کے لیے ہے نا؟''

''ہے تو سہی۔'' وہ دھیرے سے شرمیلی ہنسی ہنس دی۔

ایمان سے بہت تیز ہو تم ویسے مجھے تمھارے خیالات جان کر بہت خوشی ہوئی تھی کہ تمھاری محبت صرف تمھارے شوہر کے لیے ہو گی میں تو تب سے شادی کے دن گن گن کر گزار رہا تھا۔ تمھاری خاطر ڈرائیور بن گیا تھا اب بھی میری محبت پر کوئی شک وشبہ ہے تمھیں؟'' وہ اس کے سامنے گاؤ تکیہ رکھ کر اس پر کہنی ٹکا کر تسلی سے بیٹھ کر اس کے سندر صبیح چہرے کو دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''نہیں اب تو محبت ہے مجھے آپ سے۔'' اس نے دل سے اقرار کیا۔

''بہت شکریہ اس زیست افروز اقرار کا بہت شکریہ بندہ خوش ہوا۔'' فرجاد نے خوش ہو کر شاہانہ لہجے میں کہا تو اس کی ہنسی نکل گئی۔

''اف تمھاری تو ہر ادا قیامت ہے میں مزید ضبط نہیں کر سکتا اور سنو بھابی بتا رہی تھیں کہ تم صرف تین بچوں کے حق میں ہو میں تو تیرہ کی خواہش رکھتا ہوں۔ چلو تین میں نہ تیرہ میں ایک درجن کافی ہوں گے ہے ناں۔'' فرجاد نے اسے اپنی بانہوں کے حلقے میں لے کر شرارت بھرے لہجے میں سرگوشی کی۔

''جی ہاں بہت ہیں کرکٹ ٹیم بنا لیجیے گا یا پانچ سات محلے والوں میں بھی بانٹ دیجیے گا۔'' وہ منہ بنا کر بولی تو وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

''چلو رہنے دو تم سے تین باقی کے باقی تین بیویوں سے...... ٹھیک ہے نا؟''

''کیا آپ مزید تین شادیاں کریں گے؟'' وہ چیخ اٹھی۔

''ظاہر ہے جب تم میرا ساتھ نہیں دو گی تو مجھے یہ قدم تو اٹھانا ہی ہوگا۔'' وہ اپنی مسکراہٹ دبا کر سنجیدگی سے بولا تو اس نے اس کی بانہوں کا حصار توڑ دیا اور ناراض اور تیز لہجے میں بولی۔

''آپ کو اپنی خواہش عزیز ہے میری صحت و زندگی نہیں بڑے محبت کا دعویٰ کر رہے تھے ابھی۔ انھیں یہاں سے اور جا کر دوسری، تیسری اور چوتھی شادی کر لیں۔''

''شاہی جان اور تم تو ناحق خفا ہو رہی ہو بھئی چار شادیوں کی اجازت تو ہمارے مذہب نے ہمیں دی ہوئے اور پھر میں افورڈ بھی کر سکتا ہوں۔'' وہ اسے جان بوجھ کر ستا رہا تھا اپنی ہنسی بمشکل ضبط کرتے ہوئے سنجیدگی سے بولا۔

''جی ہاں کیوں نہیں آپ مرد چار شادیاں تو ہر حال میں افورڈ کر سکتے ہیں اور مذہب کی صرف یہی ایک بات آپ مردوں کو ہمہ وقت یاد رہتی ہے آپ اسی طرح نہیں تو اسی طرح سے مجھے تنگ کرنا چاہتے ہیں۔'' وہ اس کی بات سن کر بے اختیار ہنستا چلا گیا۔

''پگلی یہ جو میرا تمھارا رشتہ ہے نا یہ صرف پیار کا ہے، اعتبار اور وقار کا ہے ایک دوسرے کے لیے ایثار کا ہے۔'' وہ اسے اپنی بانہوں میں لیتے ہوئے پیار سے بولا۔

''آپ مجھ سے یہ ایثار چاہتے ہیں؟'' وہ روتے ہوئے بولی۔

''نہیں میں تو تم سے تمھارا پیار چاہتا ہوں۔'' وہ محبت سے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے بولا۔

''جھوٹے۔'' اس نے اس کے بازو پر مکہ رسید کر دیا۔

''پچی...... میں تو یونہی مذاق کر رہا تھا تمھیں ستانے میں مزہ آ رہا تھا۔''

''بہت برے ہیں آپ شادی کے پہلے دن نئی نویلی دلہن سے آپ کیسے کیسے مذاق کر رہے ہیں۔ آپ جان بوجھ کر مجھے ستا رہے ہیں بلکہ آزما رہے ہیں۔ جائیں بات مت کریں آپ مجھ سے۔'' وہ بچوں کی طرح روتے ہوئے بولی تو وہ بے چین و بے قرار ہو گیا۔

''آئی ایم سوری پلیز معاف کر دو روؤ نہیں شاہی دیکھو اگر تم چپ نہیں ہو گی تو میں بھی رونے لگوں گا آئی پرامس میں دوسری، تیسری یا چوتھی شادی کبھی نہیں کروں گا۔ میں نے تو تمھارے خواب دیکھے ہیں۔ میں تو تم سے پیار کرتا ہوں میرا تم سے پیار کا رشتہ ہے اور یہ رشتہ مجھے کسی اور طرف دیکھنے بھی نہیں دے گا۔'' وہ اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے محبت پاش لہجے میں اسے یقین دلا رہا تھا۔

''وہی گھسے پٹے مکالمے۔'' وہ اس کا یقین تو کر چکی تھی مگر ناراضی تھی جبھی یوں کہا تھا

''کیا یعنی تم مجھے فلرٹ سمجھ رہی ہو، جھوٹا کہہ رہی ہو مجھے۔'' وہ صدمے سے چیخ کر بولا اور اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا۔

''جی......'' اب درشہوار کی باری تھی اسے ستانے کی، اطمینان سے بولی۔

''درشہوار...... شاہی میں تمھارے لیے یہاں سے وہاں گیا ڈرائیور بنا عاشق بن گیا اور تم...... نہیں...... تم اف میرا دل۔'' فرجاد نے صدماتی کیفیت میں کہا اور اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر بستر پر آ گیا۔

''فرجاد...... فرجاد۔'' درشہوار نے گھبرا کر اس کا شانہ ہلایا مگر وہ بے سدھ پڑا رہا۔

''اچھا تو مجھے مزید ستایا جا رہا ہے بچو میرا نام بھی درشہوار ہے۔'' درشہوار نے دل ہی میں کہا وہ سمجھ گئی کہ یقیناً اسے تنگ کرنے کے لیے جھوٹ موٹ بے ہوش ہوا ہے۔ وہ شرارہ سنبھالی ہوئی کھڑے ہوتے ہوئے بولی۔

''اچھا ہے کہ یہ بے ہوش ہیں اب میں آرام سے واپس جاؤں گی حماد بھائی کے گھر اور صبح واپس ابا میاں کے گھر۔'' وہ جان بوجھ کر اسے سناتے ہوئے بولی اور نتیجہ حسب توقع نکلا تھا۔ فرجاد نے فوراً آنکھیں کھول دیں اور اس کا دوپٹہ پکڑ کر گانے لگا۔

''اکیلے نہ جانا ہمیں چھوڑ کر تم تمھارے بنا ہم بھلا کیا جائیں گے۔''

''آ گئے ہوش ٹھکانے......؟'' وہ ہنستے ہوئے بولی۔

''ایسے ویسے۔'' وہ ہنستے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا اور وہ بھی ہنس دی۔

''اب تم بھی اپنے ٹھکانے پر آ جاؤ۔'' فرجاد نے اسے محبت پاش نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا اور اس کے اپنی جانب دیکھنے پر اپنی بانہیں پھیلا دیں۔ درشہوار نے جان بوجھ کر نظر پھیر لی اور چند لمحوں بعد دوبارہ اس کی جانب دیکھا تو وہ اسی طرح منتظر کھڑا تھا۔ آنکھوں میں پیار کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ وہ ذرا سا جھجکی پھر اس کی حالت پر رحم آ گیا اور اس کی محبت میں مسرور ہو کر اس کے سینے سے آ لگی۔ فرجاد نے اپنے تمام تر محبتوں سے اسے متاع حیات کی طرح اپنے بازوؤں میں سمیٹ لیا۔ محبت کا رشتہ اپنے اظہار اور اقرار کے خوش کن پیرائے میں ڈھلتا چلا گیا۔ اندھیر رات میں محبت کا چاند طلوع ہو رہا تھا۔

☆☆☆

ابن انشا کا پہلا مجموعہ کلام

چاند نگر

(اضافہ کے ساتھ)

کا نیا ایڈیشن، بڑے سائز پر، خوبصورت آفسٹ چھپائی

شائع ہو گیا ہے

قیمت ـــ روپے

لاہور اکیڈمی

سرکلر روڈ ـــ لاہور